

U.O 969

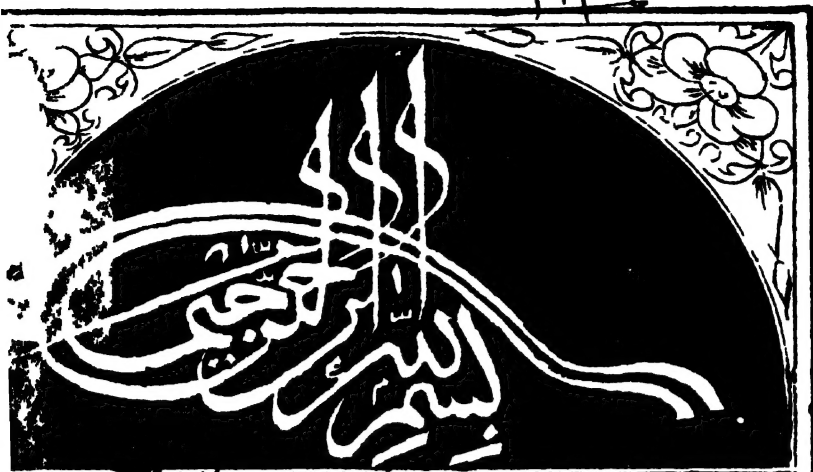
قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ادْعُوا اسْمِي

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ رَسُولاَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ



بِاسْمِهِ يُدْعَى إِلَى الْخَيْرِ وَالْإِثْقَالِ عَلَى الْعَمَلِ يُنْجِي سَوِيْرًا مَرْجُوْا إِلَيْهِ وَيُؤْتِي رِزْقَهُ غَدِرًا

مُطَبَّعٌ كَلَامُ رَحْمَتِي مُخْلِصٌ مَحْكَمٌ كَرِيمٌ



وَنُصَلِّ وَنُسَلِّ عَلَى سُوْلِهِ الْكَرِيمِ

اُمّابعد فقیر محمد عثمان عفا عنہ الرحمن کی طرف سے اہل انصاف پر وہ
 کہ مرین شریفین و دیگر بلاد اسلامیہ میں اجابت اذان خطبہ جمعہ اور دعا و اذان
 شروع خطبہ اور اس طرح وقت جلسہ میں خطبتین سورۃ اخلاص یا دعا کرتا و غرض
 خطیب سامعین کا اور بعد خطبہ جواب اقامت بلا تکبیر معمول و متعارف بزرگان دین
 یامین فرقہ و مابینہ نے جس کا مسلک تکفیر و تضلیل مسلمین و تحیل ائمہ دین
 سلمہ میں بہت زور و شور کر کے اس معمول و متعارف بزرگان دین کو جرحہ
 لکھ ضلالت تجوزین و عاملین کا شائع کیا تھا ہذا رسالہ نمبر العین فی جوار
 الکلمۃ من خطبتین (مصدقہ بقاوی علماء اہلسنت نبوی و سورت و بدایہ
 مدراس و مشکوٰۃ و حیدر آباد کن وغیرہ) میں اس کے شبہات کا بخوبی ابطال
 یقین کی سند سے کرویا تھا۔ اور چونکہ وہ لوگ مولوی عبدالحی لکھنوی کو بڑا
 حق لکھتے ہیں لہذا ان کے اقوال ہی نقل کر دئے تھے غرض کہ تحقیقاً و انرا

رسالہ کا کافی دشمن تھا۔ بالفعل بغرض رسالہ تنویر العین میں
 صاحب لکھیتی نے دو رسالے طبع کر کے مشہور کیے
 میں قول الطرفین نام مصنف مولوی ابوالانوار محمد
 زکریا ندووی اور دوسرا رسالہ مجموعہ فتاویٰ نام حسین علامہ
 مولوی اطفائے اللہ صدر ندووی اور مولوی احمد حسین
 اور خدایان دارالاندوہ وغیرہم کے خیالات بھی شامل ہیں۔ کمال
 اندوہ یہ کہ سب لکھ گو بخت میں کیا کار کرنا جایز نہیں ہوا
 وغیرہ میں وٹھچر یہ وغیرہم کی رود و قح کو دشمنی اسلام کی
 خدائی دینی فقیہ میں یہ کار سازی کس طرح جائز ٹھہرائی جاتی ہو لکھ
 کہا جاتا ہو کہ خود ان دونوں رسالوں سے بہت کچھ نا فہمی ان حض
 مخالفت اکابر محققین حنفیہ کی ظاہر ہو چکے جواب کی اہل عقل و ادب
 شدیدہ نہیں ہو کر چونکہ یہ لا چاری اجابت اذان خطبہ کا جائز و
 و دو عا میں خطبہ میں کے ترک کو احق یا طمہ کر دے اگر نہ الونگی شاذ
 صحت بدعتی وغیرہ تلفظ نہ کرنا اور دعا مذکور کو قطعاً حرام نہ سمجھنا
 و نقل عبارات فقہیہ حنفیہ میں بہت کچھ طول دیا ہو اس سبب ان
 کو عوام لوگ محققین حنفیہ سے سمجھ کر شہادہ میں پڑنے لگے لہذا اظہار
 فاسدہ اور توہمات کا سدہ کا مناسب معلوم ہوا جواب متعلق
 قول الطرفین۔ قول میں نے مناسب سمجھا کہ اولاد دلائل
 خلاصہ انھوں بعد ازان مانعین کے جو خدشات قابل ورو ہوئے اور

رسالہ کا کافی دشمن تھا۔ بالفعل بغرض رسالہ تنویر العین میں
 صاحب لکھیتی نے دو رسالے طبع کر کے مشہور کیے
 میں قول الطرفین نام مصنف مولوی ابوالانوار محمد
 زکریا ندووی اور دوسرا رسالہ مجموعہ فتاویٰ نام حسین علامہ
 مولوی اطفائے اللہ صدر ندووی اور مولوی احمد حسین
 اور خدایان دارالاندوہ وغیرہم کے خیالات بھی شامل ہیں۔ کمال
 اندوہ یہ کہ سب لکھ گو بخت میں کیا کار کرنا جایز نہیں ہوا
 وغیرہ میں وٹھچر یہ وغیرہم کی رود و قح کو دشمنی اسلام کی
 خدائی دینی فقیہ میں یہ کار سازی کس طرح جائز ٹھہرائی جاتی ہو لکھ
 کہا جاتا ہو کہ خود ان دونوں رسالوں سے بہت کچھ نا فہمی ان حض
 مخالفت اکابر محققین حنفیہ کی ظاہر ہو چکے جواب کی اہل عقل و ادب
 شدیدہ نہیں ہو کر چونکہ یہ لا چاری اجابت اذان خطبہ کا جائز و
 و دو عا میں خطبہ میں کے ترک کو احق یا طمہ کر دے اگر نہ الونگی شاذ
 صحت بدعتی وغیرہ تلفظ نہ کرنا اور دعا مذکور کو قطعاً حرام نہ سمجھنا
 و نقل عبارات فقہیہ حنفیہ میں بہت کچھ طول دیا ہو اس سبب ان
 کو عوام لوگ محققین حنفیہ سے سمجھ کر شہادہ میں پڑنے لگے لہذا اظہار
 فاسدہ اور توہمات کا سدہ کا مناسب معلوم ہوا جواب متعلق
 قول الطرفین۔ قول میں نے مناسب سمجھا کہ اولاد دلائل
 خلاصہ انھوں بعد ازان مانعین کے جو خدشات قابل ورو ہوئے اور

رسالہ کا کافی دشمن تھا۔ بالفعل بغرض رسالہ تنویر العین میں
 صاحب لکھیتی نے دو رسالے طبع کر کے مشہور کیے
 میں قول الطرفین نام مصنف مولوی ابوالانوار محمد
 زکریا ندووی اور دوسرا رسالہ مجموعہ فتاویٰ نام حسین علامہ
 مولوی اطفائے اللہ صدر ندووی اور مولوی احمد حسین
 اور خدایان دارالاندوہ وغیرہم کے خیالات بھی شامل ہیں۔ کمال
 اندوہ یہ کہ سب لکھ گو بخت میں کیا کار کرنا جایز نہیں ہوا
 وغیرہ میں وٹھچر یہ وغیرہم کی رود و قح کو دشمنی اسلام کی
 خدائی دینی فقیہ میں یہ کار سازی کس طرح جائز ٹھہرائی جاتی ہو لکھ
 کہا جاتا ہو کہ خود ان دونوں رسالوں سے بہت کچھ نا فہمی ان حض
 مخالفت اکابر محققین حنفیہ کی ظاہر ہو چکے جواب کی اہل عقل و ادب
 شدیدہ نہیں ہو کر چونکہ یہ لا چاری اجابت اذان خطبہ کا جائز و
 و دو عا میں خطبہ میں کے ترک کو احق یا طمہ کر دے اگر نہ الونگی شاذ
 صحت بدعتی وغیرہ تلفظ نہ کرنا اور دعا مذکور کو قطعاً حرام نہ سمجھنا
 و نقل عبارات فقہیہ حنفیہ میں بہت کچھ طول دیا ہو اس سبب ان
 کو عوام لوگ محققین حنفیہ سے سمجھ کر شہادہ میں پڑنے لگے لہذا اظہار
 فاسدہ اور توہمات کا سدہ کا مناسب معلوم ہوا جواب متعلق
 قول الطرفین۔ قول میں نے مناسب سمجھا کہ اولاد دلائل
 خلاصہ انھوں بعد ازان مانعین کے جو خدشات قابل ورو ہوئے اور

اقول اس مقام پر کمال چالاکی صاحب رسالہ کی دیکھنا چاہئے کہ جب مدعیان تحریم کے دعوے کو دلائل قویہ سے ثابت کرنا تو اپنی قوت سے بیرون سمجھا اور براہ نقض ثابت نائید اونی بہر حال ضروری سمجھی پس براہ تعلیق عوام مدعیان تحریم کو مانع قرار دیا اور مدعیان تحریم کے دلائل کے ابطال میں جو منوع و ایرادات کہ رسالہ تنویر العین وغیرہ میں اصلاً و فرعاً و متراً و تبعاً و غیر وارثہ کے لئے تھے انہیں کچھ تغیر کر کے اور کچھ اپنی طرف سے اختراع کر کے سبکو بلفظ دلائل مجوزین تغیر کر کے منع المنع پر آمادہ ہو گیا لیکن بہر حال ہر کو ایسے بیفائدہ نزاع سے غرض نہیں ہوا اصل مطلب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

قول پہلی دلیل کا جواب استدلال جو عبارتیں جبرائیل - کفایہ - عنایہ - طحاوی - رد المحتار - چلبی - عمدۃ الرعایہ - تعلیق مجدد وغیرہ کی اثبات مابعدائیلہ پیش کی ہیں ان سے ہرگز استدلال کا مدعا ثابت نہیں ہوتا لہذا **اقول** اصل حال یہ ہے کہ محرمین مانعین نے جو ان کتب اور ان کے امثال کے چند اقوال بہرہ سے مجذوف و نقصان سے استدلال تحریم پر کیا تھا۔ رسالہ تنویر العین میں ان کے رد کے واسطے ان کتابوں سے قول اصح و مختار ان محققین کا پیش کیا گیا تھا جس سے اصل مدعا یعنی رد و ابطال استدلال محرمین بخوبی ثابت ہو گیا جسکی تصریح اقوال آئینہ میں آتی ہے۔ مگر یہ شخص چالاکی سے مانع کی دینی قرار دیکر کلام مزخرف کرتا ہے **قول** ان عبارتوں سے جو بقول اصح امام اعظم کے نزدیک کلام دینی کی اباحت ثابت ہوتی ہے وہ سب جملہ خفیفہ مابین المخطبتین کا ذکر نہیں ہوا لہذا **اقول** جب اس قدر اس شخص کو بھی اقرار ہو تسلیم ہو کہ ان عبارتوں سے بقول اصح امام اعظم کے نزدیک اباحت کلام دینی کی ثابت ہو جس اس قدر سے بطلان دعوی مانعین و محرمین کا عیان ہو گیا یعنی وہ

لوگ باوجودیکہ کوئی قول تصریح تصحیح تحریم دعا میں اخطبیین کا کتب معتبرہ حنفیہ کے نقل
 نہیں کر سکتے ہیں صرف اذا خرج الامام فلا کلام سے سند پکڑتے ہیں جب اس
 فقرہ میں کلام دنیوی مراد ہو پس استدلال باطل ہو گیا **قول** ان عبارتوں میں
 فقط اس امر کا بیان ہو کہ قبل شروع خطبہ کے کلام دینی و دنیوی عند الامام مکمل ہو جائے
 چنانچہ طحاوی و رد المحتار و عینی و بحر رائق و عمدة الرعاۃ وغیرہ میں اسکی تصریح
اقول ان عبارتوں سے جب ثابت ہو گیا کہ محل اختلاف ہمارے مذہب کے
 کا کلام دنیوی یعنی کلام دنیوی امام ابو یوسف کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور
 اور بعد خطبہ جائز ہو اور امام محمد کے نزدیک کلام دنیوی قبل شروع خطبہ و بعد خطبہ
 نماز جائز ہو میں اخطبیین جائز نہیں اور امام اعظم کے نزدیک وقت خروج امام سے
 تک کلام دنیوی منوع ہی باقی تبسج و تہلیل وغیرہ کلام آخری محل نزاع ائمہ سے
 ہو پس اس سے بطلان دعوی قائلین تحریم کا اور صحیح ہوتا قول قائلین جواز کا بنوی
 ظاہر ہو گیا۔ **قول** فی الخطاوی الاصح جواز الاذکار عندہ فضل الشرح
 فی الخطبة فلا مانع من الاجابة الى قوله وفي عمدة الرعاۃ واما الکلام فانما یبدأ
 منه قبل شروع الخطبة الدنیوی لا الدینی کالاذکار والتسبیح الخ ویکھو کہ اس
 پکار کر کہہ دیتی ہیں کہ اس مقام میں کلام مابین اخطبیین کا ذکر نہیں ہو پس ان عبارتوں
 کو معرض استدلال میں پیش کرنا محض بے سود ہو باوجود اس صراحت کے مجوزین
 کا ان عبارتوں کو معرض استدلال میں پیش کرنا سخت حیرت انگیز واقعہ ہے **اقول**
 قطع نظر دیگر عبارات سے اس شخص کا عمدة الرعاۃ سے استدلال کرنا سخت حیرت
 واقعہ ہو اگر فہم سے کچھ بھی علاوہ جہالت و اس سے استدلال کرنے میں ضرور شرع و

ہوتی دیکھو اسی عمدۃ الرعاۃ میں اسی مقام پر بعد بیان قول اصح امام اعظم صاحب
 کے صاف لکھا ہے فلا یکره الکلام الدینی فی ہاتین الجلسین لا من الخطیب ولا
 من غیرہ الزہدیان سے صاف ظاہر ہے کہ حسب قول وفہم و تحقیق مولوی عبدالحی صاحب
 نے ان عبارات سے صرف کلام دنیوی کا قبل شروع خطبہ اور میں الخطبتین اور بعد
 خطبہ اول نماز مکرر ہونا اور کلام دینی کا حسین و عابھی داخل ہو کر وہ نہونا بموجب قول
 اصح امام اعظم کے ثابت ہو اسی واسطے صاف لکھا فلا یکره الکلام الدینی فی ہاتین
 الجلسین انہیں یا تو شیخ شخص عمدۃ الرعاۃ وغیرہ کا مطلب سمجھا نہیں یا بعد سمجھنے کے
 وہ یہ دو دستہ تغلیط جہاں پر آمادہ ہو کر اور سکا بھی حوالہ کر دیا بہر حال اہل انصاف جانتے
 ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فہم و علم و تحقیق میں ان بیچارہ مولوی ابوالانوار بلکہ مذکورہ
 کے شرکار و حشراتے بدرجہا ہزار ہا فائق و ہوشیار تھے پھر صرف ان
 کے خیال باطل سے کس طرح اونکو اور دیگر ایسے فقہا کو نافہم کہا جاسکتا ہو **قولہ**
 وہ یہ کہ ابھی مانعین کو اس امر میں گفتگو کرنا باقی ہے کہ یا شاید شیخ نے جو کلام دینی کو
 قبل شروع خطبہ کے بقول اصح جایز ٹھہرایا ہو یا اکل کلام دینی مراد ہو یا فقط اجابت اذان
 کے عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اجابت اذان ہی میں اختلاف ہے **اقول**
 خود دلیل اول میں بحر رائق سے نقل کر چکا ہوں ایا یکره ماکان کلام الناس
 انفسہم ونحوہ فلا ینکر کفایہ سے اما للتبسیع واشباہہ فلا ینکر اور طحاوی
 یہ الامام جواز الاذکار عندہ ام اور اسی سے لاکلام ای من جنس کلام الناس
 وہ فی التبیع ونحوہ فلا یکره وهو الاصح کافی فی البناہ والعناہ الخ
 حکم سے والکلام یزید بہ مایوی التلاوة والتبسیع ونحوہا علی الاصح ان

اور تعلیق مجددین الاصح اندک لیکرہ الکلام مطلقاً بل الکلام الدنیوی ۱۰ پس
 باوجود ان قصر سجات کے ہرگز مانعین کو موقع اس گفتگو کا کسی عاقل کے نزدیک نہیں
 ہو سکتا ہو مان یہ اور امر ہو کہ متعین کی تصحیح و تحقیق کے مقابلہ میں مانعین تکذیب و تعطیل
 ستیش آئین اور سوائے اپنے سبکو سبقتل ٹھہرائیں باقی رہی اجابت پس اوسکو بھی
 محققین نے جو جائز فرمایا ہو اوسکی بنا اسی پر ہو کہ جب جواز اذکار کا نزدیک امام اعظم^۲
 کے بقول اصح ثابت ہو پس اجابت بھی ایک فرد اذکار کی ہو اوسکا کوئی امر مانع نہیں
 ہر طحاوی میں ہو لکن سیاتی فی الجمعة ان الاصح جواز الاذکار عندہ
 قبل الشروع فی الخطبة فلا مانع من الاجابة الخ باقی رہا حوالہ عون کا پس حال
 اوسکا یہ ہو کہ بیان بحث مذہب اصح سے ہو نہ دیگر اقوال رطب دیا بس سے پس قول
 عون کا بمقابلہ تصحیح اہل تصحیح کے ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ اوسکی بنا پر ان متعین کی تکذیب
 کیجاوے علاوہ برین خود جو عبارت بر خندی کی نقل کی عن العون ان المراد بالکلام
 فی ہذین الوقتین ای بعد الفراغ من الخطبة قبل شروع الصلوة وقبلہا اجابة
 المؤذن الماسقر نہ سمجھا کہ اگر فقط صرف اذان ہی اس کلام سے مراد ہوتی تو بعد فراغ
 خطبہ اذان سے اجابت کی کیا معنی کہ اذان قبل شروع خطبہ ہوتی ہو نہ بعد فراغ خطبہ کے
 پس غالباً عون میں بھی ذکر اجابت مؤذن کا بطور مثال کے ہو نہ بطور مصرعے **قولہ**
ووصیح بخاری میں جو حضرت معاویہ سے حدیث مرفوعہ مروی ہو **الی قولہ** اس سے زیادہ
 کلام کرنا بغیر اشد ضرورت کے ثابت ہونا مشکل ہو **اقول** اطلاق اشد ضرورت کا نہ
 اجابت اذان خطبہ پر صحیح ہو سکتا ہو نہ حضرت معاویہ کے کلام پر پس یہ جواب محض معقلی ہو۔
 اور جب حکم اجابت اذان جمعہ اور مکالمہ حضرت معاویہ کا صحیح ہو اس سے ظاہر ہو گیا کہ فقرہ

اذا خرج الامام فلا كلام من عامداً بهن او راسد لال مخرمين مانعين كاوس سے تمام
 ہنہین علاوہ برین عینی کی شرح صحیح بخاری شریف میں منقول حدیث حضرت
 معاویہ کے فرمایا ہو فیہ اباحتہ الكلام قبل الشروع فی الخطبة **ہو قولہ** اور بعض
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر کلام کرنا مانعین کے نزدیک بھی مسلم **ہو قولہ**
 جب مانعین کے نزدیک اوقات سکوت یعنی قبل شروع خطبہ میں ان خطبتین و بعد خطبہ
 قبل شروع نماز کا حکم بعینہ ہر طرح سے حکم وقت خطبہ کا ہو پس کلام کرنا مقتدیوں کا گوشت
 مذکور بھی ہوا کہ نزدیک تو حرام ٹھہر چکا پس یہ سب خیالات فاسدہ منی ہیں بے توجہی
 پر اور وقت خطبہ کے اگرچہ بعض علما کے کلام سے اباحت کلام امر بالمعروف کی ظاہر
 مگر کتب مستندہ صاحب رسالہ سے خلاف اسکا ثابت ہو کج راوی میں ہو و اما وقت الخطبة
 فالکلام مکروہ صحیحاً ولو کان امر بالمعروف او تبلیحاً وغیرہ کا صرح بہ فی الخلا
 وغیرہ **ہو قولہ** اور ارکان اربعہ میں جو یہ روایت منقول ہو عن شہاب قال قال ثعلبة
 بن مالک انہم کانوا فی زمن عمر یصلون یوم الجمعة حتی ینحج عمر فاذا خرج عمر
 وجلس علی المنبر جلسنا نتحدث فاذا سکت المودن فقام عمر خطیباً انصتنا
 فہذا الروایۃ تدل علی انہ کان هذا عادتہم ولہو منکرہ احد من کان فی الصلو
 وکان منہم امیر المومنین علی ابن عمر ابن عباس فہذا اقوی مما رواہ ابن ابی شیبۃ
 الی قولہ لاکلایہ زوائتین دوسری روایتوں کے معارض ہیں **ہو قولہ** **اقول** جب
 ارکان اربعہ میں لکھا ہو فہذا اقوی مما رواہ ابن شیبۃ پھر اطلاق تعارض کا منی
 ناہمی پر جو کہ معارضہ کی واسطے لا اقل مساوات تو ضروری **ہو قولہ** ثانیان روایتوں
 سے اس قدر ثابت ہو سکتا ہو کہ صحابہ بعد خروج امام قبل اذان زمانہ میں حضرت عمر کے

جان ابوالاثر کا اپنے مستنبین سے نقل

جان ابوالاثر کا اصل کے الفاظ

کلام کیا کرتے تھے کہ بعد اذان کے کسی قسم کا کلام کرنا ان روایتوں سے نہیں ثابت ہوتا
 تاکہ ماسوا اجابت اذان کے اور کلاموں کی مشروعیت مانو ذہواً **اقول** ظاہراً
 صاحب رسالہ نے تنویر العین کو باوجود دیکھنے کے سمجھا نہیں ورنہ ایسا دعویٰ نہ کرتا
تنویر العین میں حضرت عثمانؓ کے حال میں لکھا ہوا ہے کہ لا یکبر حتی یاتیہ و حال
 قد وکلتہم بقسوة الصفوف فیخبر وہ ان قد استوت فیکبر الخ صاحب رسالہ بیان
 کرے کہ مکالمہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ہوتا تھا قبل اذان تھا یا
 بعد اذان کے **قولہ** اور ظاہر ہے کہ ما بین الاذان والخطبہ کلام دنیاوی کی مشروعیت
 باتفاق فریقین غیر مسلم ہو **اقول** حضرت امام محمد و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تخریج
 اصح یہ ہے کہ قبل شروع خطبہ کلام دنیاوی جو جائز ہو اوہین قید قبل اذان و بعد اذان کی نہیں ہو
 بلکہ مدار وجوب ایضات کا اون کے نزدیک شروع خطبہ و تمام خطبہ پر ہو پس اذعان اتفاق کا
 صحیح نہیں ہو **قولہ** ثالثاً ہکویہ بھی دیکھنا چاہئے کہ خلیفہ راشدین یا دیگر صحابہ
 رضی اللہ عنہم مسجدوں کی کس قدر عظمت کرتے تھے **الی قولہ** حاشا و کلام عقل سلیم
 اسکو ہرگز نہیں تسلیم کرتی **اقول** اگر ارکان اربعہ کی عبادت کا مطلب سمجھے تو ایسا
 بیسودہ کلام ہرگز نہ کرتے دیکھو **ارکان اربعہ** میں ہوتا والا لا یحرم الکلام و بہ قال
 الشافعی لما عن ابن شہاب اہ پس کیا امام محمد و امام ابو یوسف و امام شافعی سے
 لیکر بحر العلوم تک سبکی عقل فاسد تھی جو اس روایت سے استدلال فرمایا اور اسکو اتوی
 ٹھہرایا صرف مدوید کی عقل سلیم ہو جو خود بخود سلف پر خود بھی تبر کرتے ہیں اور جہاں
 کو بھی آمادہ کرتے ہیں مان یہ بات علاوہ ہے کہ بعض ائمہ دین ایک روایت کو ترجیح دین اور
 بعض ائمہ دین دوسری خلاف کو ترجیح دین کہ یہ تو اختلاف رحمت ہے مگر عبرت یہ ہے کہ

شیخ ابوبکر بن محمد بن ابی حنیفہ

شیخ ابوبکر بن محمد بن ابی حنیفہ

شیخ ابوبکر بن محمد بن ابی حنیفہ

محمد بن عبد اللہ بن شامی

مولویان مدوہ اپنے علم و عقل کے زغم پر خواہ مخواہ اکابر دین کو بقیل ٹھہراتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ
وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ یہ بھی واضح ہو کہ مسجدین واسطے نماز کے حاضر ہو کر پھر کلام جائز نبوی
(بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) برادران اسلام سے کرنا ہرگز مخالف عظمت مسجد کے نہیں ہو اور
سباح ہو بلکہ بنیت خیر و خلق کلام دنیوی شروع جو محبت اسلامی سے ہو وہ بھی سستی و مسنون ہے
اور آثار سے ثابت ہے **قولہ** احاصل غیر ضروریات کو ضروریات پر قیاس کرنا زیبا نہیں ہے
اقول صاحب رسالہ کو ضروریات و غیر ضروریات کے مئے معلوم نہیں پھر بھی اکابر
اسلام پر طعن کرنا نیکو موجود ہے **قولہ** مؤلف کہتا ہے اگر فطانت سے کام لیا جائے اور عبارت
فقہ و حدیث میں خوب غور کیا جائے تو یہ امر بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ کلام دینی کے جواز کو اجابت
اذان پر محمول کر کے عبارت حدیث اور فقہ میں بخوبی مطابقت ہو جاتی ہے **الی قولہ** تہلیل
کلام دینی میں سے نزدیک چیز خفایں ہے **المنہض اقول** یہ بات دوسری ہے کہ یہ شخص ضرور
اپنے کو فطین سمجھتا ہے اور فقہاء سابقین سے لیکر مولوی عبدالحی تک صد اکابر محققین کو
معاذ اللہ جاہل و بے دین ٹھہرتا ہے مگر جس شخص کو دیانت و دینیہ و فطانت یقینیہ حاصل ہے
اونکی تصریحات تمہیات کو صرف ایک فرد خاص جنہی پر ہرگز حمل نہیں کر سکتا ہے علاوہ برین
امادیت کی تطبیق کا دعویٰ تو بطور اجتہاد کے یہ لوگ جو مدعیان اجتہاد و اہل طاعنان محققان
امجادین اگر کرتے ہیں تو انکو کوئی روک نہیں سکتا مگر تطبیق روایات فقہیہ کی کس طرح ہو سکتی
ہو کہ جب تصحیح و ترجیح محققین کو باطل ٹھہر کر محل جواز و عدم جواز اجابت اذان پر رکھتا ہو و
عدم جواز مذہب امام اعظم کا ٹھہرتا ہو اور اسکو راجح بتاتا ہے پھر جواز اجابت سے مطابقت
اذا خرج الامام فلا کلام کے ساتھ کیونکر بموجب مذہب امام اعظم کے اس تقدیر پر پرتصور
ہے **قولہ** مجوزین نے جتنی عبارتیں اس دلیل میں پیش کیں وہ عبارتیں شاہین

میان ان دو اصطلاحات اختلاف ہے

میان ان دو اصطلاحات اور دوسری جہات

یا اہل حواشی کی مین اب ہم اہل متون اور بعض شرح فقہ و حدیث و بعض فتاویٰ کی
 عبارتیں پیش کرتے ہیں **اقول** اگر تنویر العین میں دعویٰ اجماع جمیع متون و
 شروح و فتاویٰ کا کیا ہوتا تو البتہ اس دعویٰ کے رد کی واسطے یہ عبارتیں پیش کرنا مفید ہوتا
 حالانکہ تنویر العین سے خود اختلاف ترجیح ثابت ہو البتہ محققین کی تحقیق مطابق تصحیح و
 ترجیح روایت جواز کلام دینی کے نقل کی گئی ہو پس اس کے رد کی واسطے ضرور ایسی عبارتیں
 پیش کرنا لازم تھا جنہیں تصحیح ہوتی کہ وہ تصحیح متفقان سابق باطل و غور و دود ہو اور
 بغیر اسے اونیس میں نہیں بلکہ اونیس میں ہزار بھی اقوال مبہمہ مجملہ سے کام نہیں نکل
 سکتا ہونہ ایک دو ایسی روایت سے جنہیں مخالف مذہب اصح کا نقل کر دیا ہو بغیر تصحیح و
 ترجیح کے پھر نقل اقوال میں بھی خیانت پر عمل فرمایا گیا چنانچہ لکھتے ہیں اور حاشیہ حلپی
 میں ہو وقال بعضهم کل کلامہ **اقول** حالانکہ حلپی میں اس طرح ہر قولہ والکلام پریدہ
 ماسوی التلاوة والتسبیح ونحوہما علی الاصح وقال بعضهم کل کلامہ **اقول**
 مرقی الفلاح میں ہوا داخج الامام فلا صلوة ولا کلامہ **اقول** علامہ طحاوی
 نے حاشیہ مرقی الفلاح میں فرمایا ہو فی البصر عن العناية والنهاية اختلاف المشايخ
 علی قول الامام فی الکلام قبل الخطبة فقیل انما یکرم ما کان من جنس کلام الناس اما
 التسبیح ونحوہ فلا وقیل ذلک یکرمه والاول اصح ومن ثمة قال فی البرهان وغررہ فاطع
 للکلام ای کلام الناس عند الامام معلوم یصل انہ لا خلاف بینہم فی جواز علی الدنوی
 علی الاصح ویجوز الکلام الوارد فی الاثر علی الدنوی **اقول** اب یہ امر قابل غور ہو
 کہ جب امام والا نشان سے روایتیں مختلف ہوئیں تو قاعدہ ترجیح کا کیا ہو و وجہوں سے
 معلوم ہوتا ہو کہ اس مقام میں مانعین کے قول کو ترجیح ہوگی وجہ اول قال ابن النجم

المصري في مجر الرائق اذا اختلف التصحيح والفتوى فالعمل بما وافق المتون في الم
اقول اولاً لا نرمّحاً كما اسلمه من اختلاف تصحيح وفتوى كما ثابت كرنا پھر فرقہ
 اذا اختلف التصحيح والفتوى سے سند پر تا حالانکہ یہ شہادت ائمہ مشہورین مستمدين
 کے یہاں تصحيح قول جواز کی ثابت ہے نہ قول عدم جواز کی اور اگر خیال ہو کہ مجرد و اگر ایک
 قول کا چند متون مرویہ میں مستلزم تصحيح و فتویٰ اس قول کا ہو پس وہی ہر طرح راجح و وہا
 العمل ہو کہ دوسرے قول کی تصحيح صریحی دیگر محققین نے فرمادی ہو مگر ان کا اتباع حرام
 ہو پس یہ خیال خلاف تحقیق و تصحيح جاہر محققین مشہورین کی ہو علامہ شامی لکھتے
 ہیں صرحوا ان ما في المتن مقدم على ما في الشرح وما في الشرح مقدم على ما في
 الفتاوى لكن هذا عند التصحيح بتصحيح كل من القولين او عدم التصحيح بصاد
 اقل الوذکر مسئلہ فی المتن ولم یصرحوا بتصحيحهما بل تصحيح مقابلهما فقد اقلوا
 العلامة قاسم ترجیح الثاني لانه تصحيح صریح وما في المتن تصحيح التزامی والتصحيح
 الصیج مقدم علی التصحيح الالتزامی الخ بالجملة یہ خیال اس شخص کا ایسا ہو جیسا کہ عوام
 اہل افتادستان کہا کرتے ہیں کہ رفع سبہ کا جواز تو بعض شروح و فتاویٰ میں مذکور ہو مگر متون
 کے مخالف ہے پھر بہت شروح و فتاویٰ میں بھی کراہت و حرمت اشارہ کو ہو تصحيح و ہوا اختیار
 و یقینی بہ لکھا ہو اور جب امر و نہر ہو اور میان جواز و اباحت و کراہت و حرمت کے پس ترجیح کراہت
 و حرمت کو ہو علاوہ دین جب حضرت امام بگانی نے قول تحریم و ممانعت کو ترجیح کی دی پس اختلاف
 مرتفع ہو گیا کہ انکی تحقیق پر اجماع لاحقین کا ہو پس اشارہ رفع سبہ تشدید میں حرام ہو غرض کہ ایسے
 استدلال اہل انصاف و تحقیق کے نزدیک از قسم خلافات ہیں مولوی عبدالحی کی عمدۃ الرعا
 میں متعلق قول قد اشتهر ان المتن موضوعه لنقل اصل المذهب کے لکھا ہو ہذا حکم

غالبی لاکھ فائدہ کثیر مایذکر اب بالمتون مسالہ ہی من تخریجات المشایخ مخالفتہ یسلک
 الائمتہ المتبوعین **۱۱** اور متعلق قول مافی المتون مقدمہ علی مافی الشرح کے لکھا ہے
 لکن هذا اذا لم يوجد التصحيح الصريح في الطائفة الثانية **۱۲** اور آخر میں نقل کیا ہے
 فعلمنا اتباع ما صححوه بالتصحيح **۱۳** **قولہ** وجہ دوم یہ کہ درایت بھی امام والا نشان
 کا قول بہت قوی ہو کیونکہ حدیث نبوی اور آثار صحابہ سے دلیل ہے **۱۴** **اقول** تحقیق روایت
 میں تو آپ کے قول کا مخالف تصبیح متعین ہونا معلوم ہو لیا روایت کا حال بھی یہ ہو کہ حاویش
 نبویہ و آثار صحابہ کا بھی یہی مقصدنا ہے کہ موافق قول اصح امام عظیمہ کے فقہہ اذا خرج الامام
 فلا كلام من كلامه **۱۵** **قولہ** اس سبب زیلعی نے کہا ہوا لا حوط
 الانصات **۱۶** **اقول** گو بعض کتب کی نقل سہم سے اشتباہ ہوتا ہے مگر رب مطالعہ اصل
 زیلعی کے ثابت ہے کہ زیلعی نے ہر زمین فرمایا ہے کہ تصبیح قرآن اسلام شیخ الاسلام وغیرہ کے
 خلاف احوط ہے تاکہ اسکو مسئلہ مجوشہ سے علاقہ ہو بلکہ زیلعی نے جس مسئلہ میں حکم احوط
 کا فرمایا ہے وہ مانع فہت خارج ہریشہ وقت نفس خطبہ کے جو شخص دور امام سے ہو کہ
 آواز خطبہ کی نہ سنتا ہو اس کے سکوت میں اختلاف ہو زیلعی کہتے ہیں کہ سکوت احوط ہے چنانچہ
 عبارت زیلعی کی یہ ہے والناتی عن المنبر لا يكلو بكلام الناس ولا لباس بان ليسبح
 ويحلل ويقرأ القرآن في رواية لا حوط الانصات انتهى پس اسکو وقت سکوت امام سے طلبہ
 میں کچھ علاقہ نہیں علاوہ ہرین زیلعی کے مسئلہ مجوشہ میں بھی دیگر اکابر ہرین سے فضل
 میں دوسرے قول کو ترجیح دے چکے ہیں پس ایچ ہونا بھی اجماعی نہیں ہو **فتاویٰ**
قابضخان میں ہر اجموعا علی ان من لا يسمع الخطبة لا يتكلم بكلام الناس
 اما قراءة القرآن والتسبيح والذكر قال بعضهم الاشتغال بقراءة القرآن وبذكر

علا سبب یہ ہیں قرآن خطبہ کے وقت بیعتن الاسلام کرنا سبب سکوت احوط ہے

اللہ تعالیٰ افضل من الانصات وقال بعضهم الانصات افضل اور خطیب میں **تقاضی**
خان فرما چکے ہیں وقد مت ما هو الاظهر وافقمت بما هو الاشهر واجابة للطلالین الخ
قولہ صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے اگرچہ جواز دعا کی تصریح کی ہو مگر یہ او کی رائے ہو جو
 کسی وجہ سے قابل حرج ہو **اقول** جب اکابر فقہا محققین سابقین کی تصحیح و ترجیح
 اس کے نزدیک قابل حرج ہو پس کلام صاحب مفتاح الصلوٰۃ کو کہ اوپر مبنی ہو قابل
 حرج کہنے کا اس نے باک سے کیا تعجب ہے **قولہ** اولیٰ تو خود اوس کتاب کے منشی ہو ہی
 ہادی علی صاحب رحمہ نے او کی تردید کر دی ہو **اقول** جب اوس شخص کو
 حوصلہ تردید کا تصحیح امام فخر الاسلام وغیرہ ائمہ اعلام کا حاصل ہو پھر منشی ہو علی
 ملازم و خوشنویس مطبع کی تردید ضرور قابل ذکر ہو گو منشی صاحب کا مقابلہ صاحب مفتاح
 سے (جبکہ تخریج و حدیث و کلام و تصوف میں اہل انصاف کے نزدیک بخوبی ظاہر ہو) اہل
 عقل کے نزدیک محض مضحکہ ہو ہمارے نزدیک تو بہت اہل ندوہ بھی منشی صاحب رحمہ
 سے فائق ہیں پھر ان کے ذکر کی کیا حاجت ہو اہل ندوہ کا حوالہ کافی ہو **قولہ** ثانیاً
 صاحب مفتاح کا یہ لکھنا منظور نہیں ہوا سئلے کہ قبل شروع خطبہ کے جو کلام دینی عند الاما
 بعض فقہانے جائز ثابت کیا ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ ایک روایت جواز کی امام والاشان سے
 موجود ہو اور جلسہ بابین الخطبتین میں کوئی روایت موجود نہیں پھر اولویت کی کیا وجہ ہو
اقول جب فقہا محققین نے کلام اختلافی کو معمول کلام دنیوی پر کیا ہو کہ کلام
 دنیوی امام صاحب کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور بین الخطبتین اور بعد الخطب قبل الصلوٰۃ
 ناجائز ہو اور امام محمد کے نزدیک قبل شروع خطبہ اور بعد الخطبہ جائز ہو اور امام ابو یوسف کے
 نزدیک بین الخطبتین بھی جائز ہو اور کلام دینی اخروی مثل تسبیح و تہلیل کے بقول

میان ابو الاثرار کی درجین جہالت

میان ابو الاثرار کی درجین جہالت

اصح اس اختلاف سے علحدہ ہو کہ وہ سب کے نزدیک جائز ہو پس اولویت کی وجہ یہ ہو کہ جب
 باوجودیکہ اذان و خطبہ میں موالات بلا فصل چاہے پھر بھی جب بقول اصح کلام اخروی
 تسبیح و تہلیل وغیرہ جائز ہو تو وہ وزن خطبوں کے درمیان میں کہ فصل ضروری ہو
 اور بموجب ظاہر روایت کے مقدار تین آیت کے چاہئے اور وقت خطبہ کا بھی نہیں ہو
 پس اوسمیں جواز کی دعائی اولویت ضروری ہو مان اگر اوس نصیح و ترجیح محققین کو باطل
 کیا جاوے تو امر آخری **قول** کل کتابین فقہ کی کیا ستون اور کیا شہر و ح اس امر پر
 متفق ہیں کہ بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام عند الطرفین ممنوع ہو **اقول** یہ دعویٰ
 کرنا کہ کل کتب متون و شروح متفق ہیں اس امر پر کہ بوقت جلسہ خفیفہ مطلقاً کلام عند
 الطرفین ممنوع ہو یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہو کاش تین چار متون سے یہ جزئیہ صراحتہ نقل
 کرنا کہ اس جلسہ میں کلام دینی ہو یا دنیوی مطلقاً ہر طرح عند الطرفین ممنوع تو تجاہیش
 اس کلام کی ہوتی گو بمقابلہ نصیح فقہ الاسلام وغیرہ کے راجح ہوتا اور بغیر اسکے یہ اوجہ محض
 کذب و افتراء ہی مافی کسی لفظ مجمل و مبہم خلاف مذہب اصح پر اسکی بنا کر ناپس حال اوکا
 اہل انصاف پر سنجی ظاہر ہو محققین نے نصیح و فادی ہو کہ بہت جگہ ظاہر میں کلام فقہاء
 کا مطلق ہوتا ہو اور مراد اوس سے مفید ہوتا ہو اور یہ بھی فوادیا ہو کہ جب بعض ائمہ نے
 کوئی قید صراحتہ ذکر و فادی ہو اور اسکا معارض مصرح نہ ہو تو وہ قید ضرور مقبر ہوگی اور کلام
 مطلق کو مفید سمجھا جاوے و یکار و المختار میں ہو اذ اصح بہا بعض الائمة بقید لم یورد
 عن غیرہ نصیح بخلافہ یحییٰ ان یعتبر الخ امام نابلسی نے ایضاح میں صراحت
 تحریر سے نقل کیا ہو اطلاق الفقہاء فی الغالب مقید بقیود غیر ہا صاحب الفہم المستقیم
 المدارس للاصول والفرع و انما یسکتون عنہا اعتماد علی صحۃ فہم المحاذق الخ

میان ہوا تو ان کا نام کتب فقہ ہوا تو ہی اور کیا ہوا جن جہات

بیان برادرانہ کی باہرین خیالات کو امام بخاری نے جو قصہ لکھا ہے

بیان برادرانہ کی باہرین خیالات کو امام بخاری نے جو قصہ لکھا ہے

قولہ اہل تحقیق خوب جانتے ہیں کہ بعض متبرکات بوغینہ سے بعض مسائل ایسے درج ہو جاتے ہیں جو عند تحقیق غیر معتبر اور غیر مفتی ہوئے ہیں **قولہ** سنن ابن ماجہ کیسی معتبر کتاب ہے کہ صحاح میں معدود ہو گا بعض روایات موضوع ہیں بھی درج ہو گئے ہیں بلکہ بخاری شریف جو بعد کتاب البصیح الکتب سلمہ اور میں بھی بعض محدثین نے بعض حدیث کو ضعیف بتایا ہے **اقول** مفتاح الصلوٰۃ سے لیکر صحیح بخاری تک کا حال لکھا جو آپ نے اپنا محقق ہونا ظاہر فرمایا کے واسطے یہ بلند پروازی کی ہے بعض تفصیل احوال ہوئی الواقعہ صاحب مفتاح الصلوٰۃ کیسے نزدیک معصوم نہ امام بخاری وغیرہ معصوم ہیں کامہ اس میں کہ صرف اپنے خیالات سے انہیں جہاں تحقیق کے مسائل متفقہ کا ملین سابقین کو غیر معتبر اور غیر مفتی بہ قرار دینا یا روایت صحیحہ اصحاب صحاح کو موضوع و ضعیف قرار دینا بوالہوسی ہو بیسا کہ آپ لوگوں کا و تیرہ طریقہ ہوا اور پھر متفقہ انکساع یتیمہ پیغمبر چون سلطان ختم روا دارد۔ آپ صاحبین کے اس قدر بیان ہے آپ کے متقدمین تو جھیل و تحقیق بلکہ تفصیل و تکفیر پر آمادہ ہو جاتے ہیں یہ محض گمراہی ہے **قولہ** جناب مولانا عبدالحی صاحب مرحوم مغفور نے جو عمدة الرعا میں لکھا ہے فلا یکرہ الکلام الدینی فی ہاتین الجلسین لامن الخطیب ولا من غیرہ او وہ بھی مجوزین کیلئے چند ان سفید نہیں **اقول** مجوزین کیلئے سفید ہو یا نہیں مگر یہ تو فرمائے کہ آپ کے لئے آپ کے جناب مولانا صاحب مرحوم کا یہ ارشاد و تحقیق مضرب یا نہیں اور جو طرح دیگر فقہاء کرامہ سابقین اور ان کے تبعین صاحب مفتاح وغیرہ کو آپ حضرات اپنے غرور و تجر و تدقیق و تحقیق میں ہستیاخی یاد کرتے ہیں آپ کے جناب مولانا صاحب بھی اس کے مستحق ہیں یا نہیں ہاں یہ دوسرا امر ہے الحبیبی و یصم و کذا

البغض **قول** اس عبارت سے سنت یا اولویت و عامستفا نہیں ہوتی **از قول**
 باعتبار محاورات بہت علما کے اس پر اطلاق سنت کا کرنا ایسا امر نہیں جو جیسے وہابیہ مذکور
 اپنے احکام باطلہ جاری کر سکیں دیکھو علامہ طحاوی نے مصنف بعد نماز کو
 سنت فرمایا جو باب العین میں ہو وستم المصافحہ بل ہی سنت عقب الصلو
 کلتا وعند کل لقاء باجماع اختلاف اصطلاحات کا موجب ظن نہیں ہو سکتا **جمع البجا** میں جو
 الستة فی الاصل الطريقة طلیقہ فی الشرع براد بہا ما امر بها النبی صلی اللہ علیہ وسلم وندبہ
 قولاً وفعلاً ملل یات الکتاب العزیز و قدیر ادبہا المستحب سواء دلّ علیہا کتاب
 او سنة او اجماع او قیاس و قدیر ادبہا اظہر علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما
 لیس بواجب فی ثلاث اصطلاحات **از قول** مولانا مرحوم کا دوسرا فتویٰ جو
 قیسری جلد میں موجود ہو مضمون سابق کے مخالف ہو **از قول** قطع نظر اس سے کہ
 فتاویٰ جو بعد انتقال مولانا مرحوم کے چھاپے گئے ہیں دیگر علمائے توحید کچھ انکی نسبت فرمایا
 ہو اس کے ذکر کی تو یہاں کچھ حاجت نہیں مگر غلصین و معتقدین مولانا نے جو کچھ فرمایا ہو
 اس کا ایک شتمہ رسالہ تقریر المفتری جو لکھنؤ میں طبع ہوا ہو دیکھ لیں پیش کرنا فتاویٰ
 کا واسطے مردود و کرنے عمدۃ الرعایہ وغیرہ کے محض سخاوت و بیعتی ہو **قول** یہ بھی
 یاد رہے کہ دعا میں المخطبتین کو خلاف اولیٰ کہنا حسب قاعدہ کلمہ مولانا مرحوم کے اسی
 وقت تک صحیح ہو سکتا ہو کہ مجوزین اوس دعا کو ضروری نہ سمجھتے ہوں اور تارکین اور
 مانعین کو طام اور مطعون نہ بناتے ہوں **از قول** ہر ایک امر مشروع و جائز کہ
 و سنت نہیں ہو فی الواقع باعتبار اصل کے بلا دلیل او سکوضوری سمجھنا اور تارکین
 کو طام و مطعون بنانا نہ چاہئے لیکن اکابر دین کی تحقیق سے ثابت ہے کہ جب کوئی امر

میان ان دو اقوال میں سے کسی کو مستحب یا واجب نہ کرنا

بقول مولانا مرحوم کہ دعا کو ضروری نہ سمجھتے ہوں اور تارکین اور مانعین کو طام اور مطعون نہ بناتے ہوں

خاص کسی وقت میں کسی مقام پر شعار اہلسنت ہو جاتا ہو تو البتہ اسکے تارک کو بہت بزرگان دین نے ملام و مطعون بنایا ہو حضرت شیخ محمد و صاحب مکتوب نگہش ایک خطیب میں جسے عید قربانی کے خطبہ میں ذکر خلفاء راشدین کا بنین پڑھاتھا (فرماتے ہیں)

باعث قصد بیع خدام ذوی الاحترام ساوات عظام و مولیٰ کرام بلکہ سامانہ آنکہ

تشیہ شد کہ خطیب آن مقام و عید خطبہ قربانی ذکر خلفاء راشدین و اسامی متبرکہ ایشان

نخواندہ و نیز تشبیہ شد کہ اکابر و امالی آن مقام درین باب سابلہ و در زیندہ و بہ شدت و

غلطت بان خطیب بے انصاف پیش نیامند و ای نہ یکبار بلکہ صد بار و ای ذکر خلفاء

راشدین اگرچہ از شعار اہل خطبہ نیست ولیکن از شعار اہلسنت است کہ ترک کنند از ابعد و تفرق

مگر کسیک و لش مریض و باطلش جیث است و اگر فرض کنم کہ تعصب و عناد ترک نکرده باشد

و عید من تشبہ بقوم فهو منہم را چہ جواب خواہد گفت و از مظاہر بہمت کہ اتقوا

من مواضع التکبر چگونہ خلاص خواہد گشت اور رسالہ و در منظم مولفہ مولوی عبد

صاحب مہاجر کی میں جسپر تقریظات و نصیحات شاہ امداد اللہ صاحب و مولوی جرئت

صاحب و غیرہا کی بھی موجود ہیں شاہ سلامت اللہ صاحب سے نقل کرتے ہیں اگر کسی

از حضار مجلس منیف میلاد شریف تحلف ازین قیام سازد البتہ مورد ملام و ہدف

سہام ہر خاص و عام باشد کہ تحلف و انحراف بلا اریاب بظاہر شرع دلیل اعراض و انحراف

از منظم و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است از باجملہ جو وقت میں جس جگہ جو امر شروع

کہ شعار اہلسنت ہو جاوے اور ترک اوسکا شعار متبعین سے ہو جاوے البتہ ترک

اوسکا و مان قابل ملامت و طعن کے ہو گا جیسا دعابین الخطبتین کہ تمام بلاد اسلامیہ

میں معمول بہ قولہ تیسری دلیل کا جواب یہ دلیل بھی مجوزین کیلئے مفید نہیں

اولا اسلئے کہ قاضی ابو یوسف کے نزدیک اگرچہ بوقت جلسہ خفیہ کلام دینی مکروہ نہیں ہوگا
اقول قطع نظر اس سے کہ بقول اصح اختلاف ابو یوسف اور طرفین کا کلام دنیوی
 میں ہونہ دینی میں بہر حال جب مشروعیت دعا کی بقول ابو یوسف اسکو تسلیم ہو پس
 مقصد ہمارا بخوبی ظاہر ہو گیا باقی حال نزاع اطلاق سنیت کا سابقا لکھا گیا **قول**
 ثانیاً اگرچہ امام ابو یوسف کے نزدیک کلام دینی مکروہ نہیں ہو مگر طرفین کے نزدیک
 بوقت جلسہ خفیہ مطلقاً کلام مکروہ ہوا **اقول** جب اختلاف امام ابو یوسف اور
 طرفین کا بقول اصح کلام دنیوی میں ہو پس یہ ادعا اس شخص کا خلاف قول اصح
 ہو **قول** حاشیہ طبری میں ہوا الاصل فی کراہۃ الکلام فیما بین الخطبتین
 و بین الخطبة والصلوة ان الخطبة قائمة مقام الشفع من الظہر حکماف کان
 ما بین الخطبتین کما بین الرکتین وملین الخطبة والصلوة کما بین الشفعتین
 فلو کان حقیقة لکان الکلام حراماً ومفسداً فاذا کان حکماً کہ **اقول**
 اولاً خود حاشیہ طبری سے ثابت کہ اختلاف ابو یوسف و طرفین کا کلام دنیاوی میں
 ہو یہ تسبیح و تہلیل و اذکار الہیہ میں اور یہی قول اصح ہو پس اسکو ذکر کرنا از قسم
 خیانت ہو کما مر سابقاً اور ثانیاً قطع نظر اس سے کہا جاتا ہو کہ بر تقدیریکہ ما بین الخطبتین
 حکماً مانند ما بین الرکتین کے ہو تو بھی اذکار الہیہ کا ما بین الخطبتین حرام ہونا ثابت
 نہیں ہو سکتا ہو ہر شخص جانتا ہو کہ اذکار الہیہ ہرگز مصداق لکان الکلام حراماً
 مصداق کے نہیں ہے اور ثانیاً اس عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ خطبہ جمع احکام
 میں بھی سن کل الوجوہ مانند دو رکعت نماز کے ہو خلاف تحقیق و تصریح محققین کے
 کہ ہر کبیری شرح منہ میں ہوا لقال الخطبة قائمة مقام الرکتین فیشرط

خطبہ جمعہ کا کلام دنیوی ہے نہ کہ دینی ہے اور اس کا حکم دنیوی ہے نہ کہ دینی ہے

لہا مشط لہا لانا نقول لانسول والا ایچ الاستدبار فیہا ویقطعہا الکلام العذر
 ورمختارین ہر وہل ہی قائم مقام الرکتین الاصح کلا الہ رومختارین ہر
 قواہ الاصح لاولنا لا یشرط لہا سائر شروط الصلوۃ ام مرافی الفلاح
 میں ہر وہا ای من الشرائط الطہارۃ حال الخطبۃ لانہا لیست صلوۃ وک
 کشطہا وناویل الاثر لہا فی حکم الثواب کشط الصلوۃ هو الصحیح **قوله**
 جب ائمہ ملتہ من اختلاف واقع ہو تو قاعدہ افتا اور ترجیح کا کیا ہر سنہ ہم تلافی دیتے
 میں قنای سرابہ میں ہر **الی قوله** پھر کیونکر کوئی امام ابو یوسف کے قول پر قنوی
 دے سکتا ہو مقلد ہو خلاف اصول کے عمل کرنا باوجود اس کے خفیت کا دعویٰ کرنا کیونکر
 صحیح ہو سکتا ہو **اقول** باوجود دیکھنے رسالہ تنویر العین کے پھر یہ خرافات کہنا محض
 وطلالتے تنویر العین میں بطور منزل کے لکھا ہر امام ابو یوسف کے قول سے بین الطینین
 اور محمد کے قول سے قبل خطبہ اور بعد خطبہ کلام اخروی سلم ہر پس چونکہ اقوال مشہورہ
 مختارہ حضرت امام ابو یوسف وغیرہ کے بھی داخل مذہب حنفی میں ہیں جن علماء حنفیہ کا
 تعامل بلا واسطہ میں امام ابو یوسف کے قول پر ہوا وگو خارج از مذہب حنفی کہنا باطل
 محض ہر چہ جائیکہ حکم گمراہ ہونیکا لگایا جائے **الہ پھر شاہ عبد العزیز صاحب نقل**
کیا ہر تنویر حنفیہ کیونکہ امام اعظم مذہب خود اور میان اصحاب خود شوری گذارے اند
جہتہ اند کہ مذہب ہمہ اینہا مذہب من است ہر کہ از مقلد ان من شود تقلید اینہا نماید
اگر صاحب رسالہ کو حوصلہ تھا تو اسکا جواب لکھتا اور شاہ عبد العزیز وغیرہ کی تحقیقات کو مردود
کرنا لازم تھا بہر حال جب شاہ عبد العزیز صاحب کی تحقیق کے نزدیک مردود ہر تو ہم اسکے دیگر
مستندین سے نسکین کرتے ہیں روال مختارین ہر فی الحلوی القدسی واد الخذ لقول لحد

صاحبین کے اقوال بھی فی تحقیق امام صاحب کے اقوال ہیں جیسا کہ خود فرماتے ہیں

منهم لعلهم قطعاً ان يكون آخره بقول ابی حنیفۃ فانہ رووی عن جمیع اصحابہ الکبار
 اقم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولہ الا و هو را یتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایا ما غلطاً
 فلم یتحقق فی الفقہ جواب ولا مذهب الا لہ کیفما کان وما نسب الی غیرہ الا بطریق
 الجواز للموافقہ باقی سراجیہ وغیرہ سے جو نقل کیا اوس سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ
 عمل کرنیوالا قول امام ابو یوسف خفیۃ سے خارج ہو اتفاقاً اور او سے اطلاق خفیۃ کا صحیح
 نہیں ہو اجماعاً بلکہ اوس سے تو خود طریق اتفاقاً کا بھی اختلاف ثابت ہے روئے الحمار میں ہے
 قال الحلبي الذي يظهر في التوفيق اى ما بين في الحواشي وما في السراجية ان
 ان من كان له قوة ادراك لقوة المدرك يفتي بالقول القوي المدرك والا فالتزيم
 اقول يدل عليه قول السراجية الاول اصح اذ الذي يمكن المفتي مجتهداً فهو صحيح في
 ان المجتهد يعني من كان اهلاً للنظر في الدليل يتبع من الاقوال ما كان اقوى
 دليلاً والا فتبع الترتيب السابق ومن هذا تراهم قد يرجحون قول بعض اصحابہ
 علی قولہ فتبع ما رجحوا لانہم اهل النظر في الدليل ثم علاوہ برین سے قاعدہ ہما
 اور آپ کے واسطے نہیں ہو ہمارے اور آپ کے واسطے تو آپ ہی کتب مستندہ من تصیرہ فرادہ
 ہوا علینا فاتبع ما صححوہ ورجحوہ اور پس تصحیح مرجحین موجود ہو کہ کلام دینی
 مثل سبع و تسلیل کے ائمہ شیعہ کے نزدیک بقول اصح جائز ہو پھر سب بحسب تحقیق کی
 یہاں کہ حاجت نہیں یہ تو بنو رتل کے پیش کیا گیا ہو **قولہ** نزدیکی شارح مسلم
 اور بعض محدثین نے اگرچہ صحیح مسلم کی روایت کو اصح لکھا ہو مگر بیت محدثین کو اس میں
 کلام ہے **اقول** رسالہ تنویر العین میں کب اس پر دعویٰ اجماع کا کیا ہے اور دوسرے
 اوقات کا محل اجابت ہونا کب باطل کیا ہو جس کے رد کیواسطے یہ تطویل لا طائل لگیگی ہے

مقصود اسبقہ ہے کہ یہی مظنہ عمل اجابت ہے پس اس میں بھی دعا مستحب ہے **قولہ**
 جب اوقات اجابت میں روایتیں مختلف وارد ہیں الی **قولہ** خفیت کا مدعی ہو کر
 کوئی کس طرح حکم کر سکتا ہے کہ یقیناً قول عامہ مشایخ کا غیر معتبر نہ ہو **اقول** رسالہ تنویر العین
 میں کہ دعویٰ کیا تھا کہ ساعت اجابت قطعاً مخصوص بنی الخطبتین ہو اور قول بعد العصر
 وغیرہ یقیناً باطل وغیرہ معتبر جبکہ واسطیہ شخص کلام الماطل پیش کرتا ہے تنویر العین سے
 تو خود اختلاف بخوبی ثابت ہو اور اس شخص نے جو درختا رہے خود نقل کیا و قیل
 وقت العصر انہ سین بڑی بے دیا تھی پر عمل کیا درختا رہیں روایت مابین جلوس الام
 الی تمام الصلوٰۃ کو نقل کر فرمایا یہ وہو الصحیح و قیل وقت العصر انہ میں صاب
 درختا رہے نزدیک جو قول صحیح تھا دیدہ و دانستہ اس کو ترک کر کے جو قول بلفظ قیل
 مقابلہ صحیح کے لکھا تھا اس کی نقل پر کفایت کرنا دیکھو کھ بازی ہو اور محققین نے شبہ لایف اوقا
 بن دعا کو سنون و ستب فرمایا ہو اور اس میں بنی الخطبتین کو بھی داخل کیا ہو اور یہ
 داخل کرنا ہرگز نہ ساقط خفیت کی نہیں ہے بلکہ العلم میں ہو و حقہ ان یتوصل
 شرایف الاوقات ان پھر اس میں جابر خطبہ کو بھی داخل فرمایا ہو حاشیہ شامی میں ہر دو
 نقل عن الزرقانی ان ہذین القولین مصححان من الثنین و اربعین قولاً فیہا و انہا
 داۃ بین ہذین الوقتین فینبغی الدعاء فیہما انہ امام ابن مالک کہ اگر خفیہ سے
 میں مبارق شرح مشارق میں متعلق حدیث صحیح مسلم و ما بین ان یجلس امام
 کے فرماتے ہیں اور بجلوس الخطیب بین الخطبتین و یجوز ان یراء جلوسہ
 حین صعد المنبر انہ اور اوسیکے آخر میں فرماتے ہیں اختلاف فی تلك الساعة قیل
 فی آخر ساعة من يوم الجمعة و قیل فی من طلوع الفجر الی طلوع الشمس قال القاضی

ورنہ فی کل ہذا ثاقل لکن الصحیح ما ذکر فی الحدیث علامہ طاہر قمی تکلمہ مجمع البحار
 میں فرماتے ہیں الساعة الحجة هي ما بين ان يجلس الامام الى ان تقضى الصلوة
 ان يجلس ملين الخطبتين انه غرضكہ بہت تحقیق خفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے **قولہ**
 اچھا آپ کی خاطر سے ہم مان لیتے ہیں کہ وقت اجابت ما بین الخطبتیں ہو تو کیا اوس سے
 یہ مضمون ثابت ہو جاوے گا کہ دعا مروج بہ رفع الیدین سنون ہو **الی قولہ** یوسف کہتا
 ہو اس مقام میں دعا قلبی ارادہ کرنا بہت مناسب ہے **اقول** آپ اکابر دین کی نصیح
 و ترجیح کو نہیں مانتے پھر کسی اور کی خاطر سے آپ کیوں مانیں گے بہر حال جب دعا
 میں الخطبتیں کو تسلیم کر لیا جاوے گا تو جب تک حرمت و مانعت رفع یدین کی اوس وقت
 خاص میں کسی دلیل خاص سے ثابت کیا جاوے گا رفع یدین کا سنون ہونا ثابت ہو گا
 اور وقت قرأت آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** کے باب آپ
 فرماتے ہیں کہ طرفین تو مطلقاً ہوتے خطبہ سکوت کا حکم کرتے ہیں اور امام ابو یوسف اگر اجازت
 دیتے ہیں تو وہ بھی درود قلبی کی اجازت دیتے ہیں اگر پھر آپ باوجود اتباع امام عظم
 کے اپنے خیالات کے مطابق کس طرح دعا قلبی کی اجازت دے سکتے ہیں **قولہ** جس مقام
 میں کسی شخص سے سکوت کا حکم متحقق ہوا **اقول** یہاں سکوت عن الدعا وقت سکوت
 اغلیب کا بقول اصح حکم کسی شخص سے متحقق نہیں ہے پھر یہ سب تطویل لا طائل ہے
قولہ ہر وقت خطبہ درود شریف کے پڑھنے کے باب میں بھی یہی قول راجح اور اقوی ہے
 کہ دل میں پڑھا جاوے چنانچہ امام ابو یوسف سے ایسا ہی مروی ہے **اقول** ابو لایہ شہر
 عجیب خرف ہے کسی بات پر اسکو قرآن نہیں دیکھو یہاں یہ کہتا ہے اور سابقا یہ کہا تھا کوئی امام
 ابو یوسف کے قول پر کیونکر فتویٰ دے سکتا ہے اور باوجود اس کے خفیت کا دعویٰ کرنا کیونکر

صحیح ہو سکتا ہو الی آخر الحروف اور ثانیاً تنویر العین میں جو تخلص سے نقل کیا ہو فیصلی
 السامع بلسانہ خفیۃ اور کفایہ سے نقل کیا تھا فیصلی السامع فی نفسہ اعلیٰ صلی بلسانہ
 خفیۃ ان عبارات اور او کی اشال کو سمجھتا تو طول فصول نکرتا اور قرات سربہ وجہیہ کا محاورہ
 بھی اسے شاید سنا نہیں ورنہ دل میں پڑنے کا حکم اوس نقطہ سے نہ جاتا اور مختار میں
 باب مجموعہ میں ہوا الصواب نہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ
 حاشیہ شامی میں ہر قول میں نفسہ ای بان یسمع نفسہ صحیح الحروف فانہم فرہ
 بدو عن ابی یوسف قلباً ویکھوس سے صاف ثابت ہو کہ فی نفسہ سے بھی درود لسانی مراد
 ہو اور یہی مذہب صواب ہے اور امام ابو یوسف سے جو روایت قلبی بلفظ عن ہو وہ دوسری
 روایت ہو اور سب کو خلاف صواب ٹھہرایا ہو باقی اختلاف روایات کا کئے انکار کیا ہو جو وہ قطعی
 لا طائل لکیفی قولہ ارکان ربیعین ہوا الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فالخلاف للمشایخ فیدہ والصیح انہ یاتی ہا سراً فی نفسہ عند قراءۃ الخطیب وکذا اذا
 سمع من الخطیب اسم الشریف ام **اقول** نقطہ سراً اور فی نفسہ کا دیکھ کر خوش ہو گئے
 اور قطع نظر اس سے کہ کفایہ وغیرہ میں اسکی شرح موجود ہو اسقدر بھی خیال نہ کیا کہ اوس
ارکان ربیعہ میں اسی مقلم برہان سے جو وہ ہوا ناملاً یجھل لثلاث یفوت سماع الخطبۃ اتم
 صاف ظاہر ہے کہ ستر مقابل حیر کے ہر قولہ امام ابو یوسف اگر اجازت دیتے ہیں تو وہ
 بھی درود کا ہی کی اجازت دیتے ہیں چنانچہ ابن ہمام اور شامی وغیرہ نے فقیر کی گوی ہو
 اوبتہ مختار طحاوی کا یہ ہو کہ درود شریف لسانی ستر مشروع ہو گریہ قول مفتی بن نہیں ہے
 چنانچہ فتح القدیر اور ارکان اربعہ اور شرح منہ وغیرہ کی عبارت صاف کہہ دیتی ہے کہ
اقول جب اسکو تسلیم ہو کہ مختار امام طحاوی کا درود لسانی جو پس سمجھ لینا چاہئے کہ

کیا ابوالاثر کہ جو درود صلات اور ہر قسمی درود میں نہ

یہی قول امام ابو یوسف کا بھی ہے اور اسکو مفتی بہ مذہب شافعی میں فرمایا ہے اور اہل تشویش معتزہ
 نے اسکو اختیار فرمایا ہے پس اسکو بناء الفاسد علی الفاسد سے تعبیر کرنا محض سفاہت ہے
 ابو الکلام شرح مختصر میں لکھتے ہیں فیصلی بلسانہ علی مانص فی الکفایہ وغیرہا
 مراد ای خفیۃ قال قاضیخان ہذا مروی عن ابی یوسف ہو قول الطحاوی اور
 فتح القدیر کا حوالہ کرنا کہ فتح القدیر کی عبارت صاف کہے دیتی ہو کہ طحاوی کا قول مستبرہین
 ہو کہ مذہب محض ہے فتح القدیر کی عبارت یہ ہے مروی عن ابی یوسف یشی ان یصلی فی نفسه
 لان ذلك مما لا يشغل عن سماع الخطبة فكان احراز الفضلین وهو الصواب
 اس میں کہ ان مذکور ہو کہ قول طحاوی کا مروی ہو اور فی نفسه کا لفظ ہرگز دلیل اسکی
 نہیں ہو سکتا ہے بلکہ یہ فتح القدیر وغیرہ میں جا بجا فی نفسه سے ذکر اسانی مراد لیا ہے
فصل الصلوۃ میں ہر بقول اللہم ربنا لک الحمد ولا یقولہا الامام عند ابی
 حنیفہ وقال یقولہا فی نفسه الخ وعلی هذا القیاس اور یہ طحاوی کا حوالہ ارکان اربعہ کا بھی
 غلط ہے کہ ارکان اربعہ میں صاف فرمایا ہے واما لا یجوز لہ لا یقول سماع الخطبۃ و
 مذہبنا وعلی الفتوی اور اس سے صاف ثابت ہو کہ جہاں مروی ہو اور سر مشروع ہو ہی
 قوی ہے **قولہ** اور جامع البرکات میں جو شیخ عبدالحی نے وہ ضمون لکھا ہے وہ واقعہ طحاوی
 بیان کرتے ہیں یہ کہ اپنا مذہب یا اس وجہی امر کا استحسان واقعی کیا ہے شیخ نے لفظ العادۃ
اقول افسوس ہو کہ یہ شخص باوجود دیکھنے تیز العین کے یہ عزائمات میاں کا نہ سمجھتا ہے اور کچھ نہ سنا
 نہیں جامع البرکات کی عبارت میں صاف موجود ہے اور استحسان ساخرین ہے پھر اسکا کھانا
 سوسطائیت کے ہیں اور وہ جو شیخ نے فرمایا اور حرمین شریفین عادت شدہ ہے اس لفظ عادت
 سے بھی استدلال عدم استحسان واقعی پر درست نہیں ہو سکتا ہے بلکہ عادت حرمین سے استدلال

استحسان پر تقدیر یا وصیتاً متعارف علماء دین کا ہر جیسا کہ ہدایہ میں ہو المستحب فی الجلو
 بین التزوینین مقدار الترویجہ وکذا بین الخامسة والوتر لعادة اهل الحرمين
 اسی طرح کبیری شرح منیہ وغیرہ میں بھی ہے **قول** حصینی دلیل کا جواب فی هذا الدلیل
 ایضہ مقال لوجود شئی او انما سلمے کہ فقہائے دعا قلبی کے باب میں تصریح کر دی کہ بوقت
 خطبہ جائز ہو اور دعا رسائی کی اجازت نہیں دی ہوا **اقول** رسالہ تنویر العین میں
 غایۃ الاوطار کے رو میں جو لکھا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ پہلے اوسنے دعائے کو اس وقت مطلق
 کہا پھر فتویٰ علماء اور امپرووریل سے نقل کیا اگر کوئی بدون ہاتھ اٹھائے اور زبان ہلائے
 دعائے کو مصافقہ نہیں ہے تو جب دل سے دعائے گئے میں باوجود بدعت ہونے کے مصافقہ
 نہیں تو پھر ہاتھ اٹھانے میں کیا مصافقہ ہے کیونکہ جب وہ بدعت ویسے ہی یہ بدعت ہے پھر
 ایک بدعت میں مصافقہ ہو اور دوسری بدعت میں مصافقہ نہیں یہ عجیب بات ہے اور صحیح
 حکم ہو ان اگر دل میں یہ دعائے گئے بدعت ہو تو البتہ اوسکو اسپر ترجیح ہوگی مگر یہ امر اس کے
 نزدیک ثابت نہیں حاصل یہ ہے کہ بر تقدیر سنونیت دعا علیہ کباب صغریٰ مسلم اور بر تقدیر
 عدم ثبوت سنونیت کلمہ کبریٰ مسلم نہیں الزہر عاقل جانتا ہے کہ یہ کوئی دلیل مستقل نہیں ہے
 جس کا نام اسے چھٹی دلیل لکھ کر جواب مہمل لکھا بلکہ اس کے مستند و اہم یعنی صاحب غایۃ الاوطار
 کے قول کے احتمال کے بیان میں یہ مقدمہ ذکر فرمایا گیا ہے پس اگر اسکو حوصلہ تھا تو غایۃ الاوطار
 سے وہ اعترض اوٹھا تا وہ تو ہونے کا فریبے اوس کا نام دلیل مستقل لکھ کر کلام بیگانہ از
 بحث لکھا یا اب اگر حوصلہ ہو کلام غایۃ الاوطار کا ثابت کرے اور وہ اعترض اوپر سے اٹھاو
قول روت رویت منکر بحالت خطبہ جو سہرا و ہاتھ سے اشارہ کر کے منع کرنا جائز لکھا ہے اور پھر
 رفع یدین دعا کو قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں **اقول** تنویر العین میں قول غایۃ الاوطار

طرح علی کو تو التسمیہ میں جو الزام دیا گیا تھا میان ابو الاوطار سے اوس الزام کو بھی دلیل بنا کر باقی ناہمی ظاہر کی

کا نقل کیا ہے کہ خطبہ میں وقت رویت منکر کے سر اور ماتھے ہلانے کا کچھ مضائقہ نہیں اور صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے تو آہستہ درود پڑھے کہ اپنے سے دوسرے کو آواز نہ جاوے انتہی پھر اسپر لوں اعتراض کیا ہے کہ جب عین خطبہ میں ماتھے ہلانے کا مضائقہ نہیں اور آہستہ درود پڑھنا ثواب ہے اور نزدیک آئہ ثلاثہ کے اوقات سکوت میں تسبیح وغیرہ کا مضائقہ نہیں تو پھر وقت جلسہ معہودہ کے خطیب ساکت ہی دعا مانگنے میں مضائقہ کہاں سے آگیا ان کو یکھو درود شریف کے آہستہ پڑھنے میں بقول صواب جو الزام غایۃ الاوطار کو دیا گیا تھا اس شخص نے اویکو چھپا کر یہ کلام ہل پیش کر دیا جس سے مرکز وہ اعتراض غایۃ الاوطار سے نہیں اٹھا **قول** جلسہ مابین الخطبتین اگرچہ صورت خطبہ سے خارج معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقت وہ خطبہ سے خارج نہیں بلکہ وہ بھی حکماً خطبہ ہی ہے **اقول** اولاً اگر فی الحقیقت اور حکماً کے منہ سمجھتا تو ہرگز یہ کلام تنہا زبان پر نہ لاتا نہ نیا اگرچہ یہ جلسہ حقیقتہً تو خطبہ سے خارج ہو کر حکماً بھی من کل الوجوہ حکم خطبہ میں داخل نہیں ہو دیکھو خطبہ میں بیٹھنا ممنوع ہے تا آنکہ بلا عذر بیٹھنے والے کو خبیث کہا گیا ہو اور یہ جلسہ سنون جو حسین بقدر تین آیت کے بیٹھنے کا حکم ہے ہر باجملہ یہ جلسہ مانتہ جلسہ قبل خطبہ کے ہو کہ یہ دونوں جلسے حکماً من وجہ داخل ہیں اور من وجہ خارج خطبہ ہیں اس واسطے قول اصح کلام دینی ان دونوں جلسوں میں بھی ممنوع ہے اور کلام اخروی ممنوع نہیں ہے جیسا کہ عمدۃ الرعاہ وغیرہ سے ثابت ہے **قول** جس طور سے نماز کی حالت میں جب امام قرات کرتا ہو سماع اور سکوت واجب ہے ایسا ہی جب درمیان دو آیتوں نے سکوت کرتا ہو اور دم توڑتا ہو سکوت لازم ہو کیونکہ حکماً وہ بھی قرات ہے اس طرح خطبہ کی حالت میں بھی بوقت جلسہ خفیہ کے سکوت چاہئے **اقول** اولاً

یہ خود لکھتا ہو کہ نماز میں بوقت قرات امام کے ہتھام و سکوت واجب ہے اور اس واسطے
مقتدی بھی دعا پڑھتے ہیں جیسے قوم خطبہ از اور عاشرہ پر لکھا ہو بحالت جلسہ مقتدی کو بھی
اللہم اغفر لی پر سنا منعی نہیں ہو بلکہ اولیٰ ہو لکھانی رد التماس نہیں قیاس جلسہ میں ^{خطبتیں}
کا کہ مقتدائین آیت کے ہو جلسہ میں مسجد تین پر تو صبح ہو سکتا ہو جسکی بنا پر مقتدی کے
دعا کرنے میں کچھ حرج استماع کا نہیں ہو اور سکو چھوڑ کر قیاس سکات آیات قرات پر کرنا
ناسا سب ہے اور ثانیاً مقتدی کو ممانعت قرات کے وقت قرات امام کی ہو مگر رکوع
و سجود وغیرہ میں تکبیر و سبح کی ممانعت نہیں ہو کہ وہ وقت قرات کا نہیں ہو پس یہی حال
سامع خطبہ کا ہونا چاہیے اور سکات قرات امام میں بھی بطوریکہ خلل استماع قرآن میں
نہو دعا سبحانک اللہم کی مقتدی کو بعض فقہانے اجازت دی ہو وہی ہذا القیاس
پھر جلسہ میں استخطبتین میں کیونکر قرات و دعا حرام ہو مکتی ہو عمدة الراعیہ میں ہے
والحق انہ لا مانع من جواز کل ما منعه حالۃ السکات اذ الہ یخل بالاستماع
من دون تقیید بوقت دون وقت **قولہ** جلسہ خفیہ کو خطبہ سے خارج سمجھنا
دعویٰ بلا دلیل **یا اقول** جلسہ خفیہ اگر کی طرح کیوجہ سے خطبہ سے خارج نہوتا بلکہ
من جمیع الوجہ فی الحقیقت داخل خطبہ ہوتا تو یہ جلسہ شروع نہوتا کہ خطبہ میں تو کھڑا ہونا
شروع ہو اور بیٹھنا منعی ہو پس معلوم ہوا کہ یہ جلسہ حقیقتہً تو خطبہ سے خارج ہو کر ملک من وجہ
داخل خطبہ ہو اور من وجہ خارج خطبہ اسبواسطے بقول اصح کلام دنیوی منعی اور قرات
قرآن و دعا مشروع **قولہ** دعا کیلئے رفع یدین اگرچہ مستحب ہے مگر ہر دو عامین نہیں بلکہ
اونہیں دعا و انہیں جنہیں حدیث وارد ہو **اقول** قطع نظر تحقیقات امام عینی و
علامہ طحاوی وغیرہ کے مولوی اسحق و مولوی اربعین میں لکھتے ہیں دست برداشت

بہر وقت اصرار و اصرار نہت ہو اور صواب و انصاف کے یہی حال

برای دعا وقت تعزیت ظاہر اجازت است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین مطلقاً در دعا
 ثابت است پس درین وقت ہم مضائقہ ندارد لیکن تخصیص آن برای دعا وقت تعزیت
 ماثور نیست از اور شاہ احمد سعید صاحب مجددی تحقیق الحق المبین
 میں فرماتے ہیں لازم شد کہ موافق این قاعدہ در دیگر افرادش مانند برداشتن ہر دست
 برای ایصال ثواب عبادت مالی و بدنی برای میت کہ مروج است در فاتحہ و رفع یدین
 برای دعائین کا خطبتین کہ معمول بہ است وغیر ان نیز قابل سنجہ از شد و الا شاقص لازم
 خواہد آمد و جواب جملہ اخیرہ این است کہ ذکر ہر خبریہ بر شایع ضرور نیست از اور اگر اسپر
 بھی اطمینان نہو تو رسالہ دعائیہ مولوی خورم علی مصنف غایہ الادوار کا مطبوعہ مطبع
 محمدی لکھنؤ کا بھی دیکھئے حسین مسنون ہوا اوٹھانے ماتھون کا دعائین مطلقاً
 تحقیق کیا ہو و کئی وجہ علیکم ثانیاً اس شخص کا عجیب حال مختص ہو کہ اپنے سابق و لاحق
 کو یاد نہیں رکھتا یہ بیان تو رفع یدین کو مقید کر دیا ساتھ اوٹھین و دعاؤں کے جبین حد
 وارہی اور بعد اسکے آخر بحث میں خود لکھتا ہو کہ عینی اور دیگر فقہا کی یہ غرض ہو کہ وہ دعائین
 جبین کوئی نص مانع نہوان و دعاؤٹھین رفع یدین مباح ہو اور یہ مضمون مانعین کیلئے
 کچھ مضر نہیں از دیکھو بیان اتر کر تاہی رفع یدین کا ان دعاؤٹھین جبین کوئی نص مانع نہو
 اور ظاہر ہو کہ وقت سکوت خلیب جلسہ میں کوئی نص ممانعت رفع یدین کے نہیں ہو پس
 وہ قول فقہار محققین کا ضرور مضر مانعین کیلئے اور یہ بھی واضح ہو کہ دعائی نماز پہ
 قیاس دعا خارج صلوٰۃ کا بھی نہیں ہر فتح القدر پرین امام ابو یوسف حکم رفع یدین کا
 دعائی قنوت میں روایت کر کے فرمایا ہو و جہہ عموم دلیل الرفع للادعای و شباب بانہ
 مخصوص بالمایس فی الصلوٰۃ للاجماع علی ان لا رفع فی دعوۃ التشمیہ از قولہ

غیر حال القراءۃ سے یہ مضمون اخذ کیا کہ مراد اوس سے جلسہ خفیہ ہو دعویٰ بلا دلیل ہو
اقول غیر حال القراءات سے اگر صرف جلسہ خفیہ مراد لیا جاتا تو البتہ بلا دلیل سرتامانہ
 لیکن مقصود یہ ہے کہ وہ شامل ہو جلسہ خفیہ کو بھی اس واسطے کہ اوس وقت قراءت نہیں ہوتی ہو
قولہ ممکن ہو قراءت سے قراءت قرآن ہو الی **قولہ** میں خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے
 کہ دعوات وہ عام اور ہو سکتی ہو جسکو بوقت عدم قراءت قرآن کے مقتدی بھی کرتے ہیں
اقول جلسہ خطبہ بھی وقت عدم قراءت قرآن و عدم سماع خطبہ کا ہو پس امام و
 متقدم ہی اوس وقت کیوں دعا نہیں کر سکتے **قولہ** ثانیاً دعا بلسان الحال کا مقابل
 ضرور نہیں کہ دعا باللسان ہو بلکہ ممکن ہے کہ دعا قلبی مراد ہو الی **قولہ** طاعلی قاری
 کہتے ہیں یرى الله عطف تفسیر للذی علم بالقلب السؤال باللسان و علی القلب
 اذ بالجمع بین لسان القال و بیان الحال ام **اقول** اگر لفظ عطف تفسیری کے
 معنی جاتے تو اس خیال میں نہ پڑتے اور مقابلہ لسان القال کا ساتھ بیان حال کے
 جو عبارت منقولہ میں ہے اوس سے بھی بطلان اس کے خیال کا ظاہر ہے **قولہ** شافعی کا
 مختص قول باوجود مخالفت قول امام اعظمؒ ہم لوگوں کیلئے حجت نہیں الی **قولہ**
 ایسے شوافع کے مرجع قول پر جو مسئلہ منیٰ ہوا و سیکو معض استدلال میں پیش کرنا و اثرہ
 تحقیق سے خارج ہو اور مجوزین کیلئے غیر مفید ام **اقول** شافعی کے قول کے ذکر سے
 مقصود یہ ہے کہ غیر مقلدین جو بانی مباحی فتنہ تحریم و عابین اہل تطہین اور التزام خروج از
 اسلام کے مسلمانوں پر بقاعدہ استحلال حرام کے ہیں وہ علماء خفیہ کو حدیث و شریع
 حدیث سے جاہل بلکہ مخالف حدیث کہا کرتے ہیں اور شافعی کو محقق فن حدیث و تبع
 حدیث کا بتاتے ہیں ایسا واسطے خفیہ کے مذہب کو ترک کر کے بظاہر شافعی اور فی تحقیق

بے قید ہو جاتے ہیں لہذا او کی تقسیم و الزام کی واسطے ذکر اقوال ائمہ شافعیہ مالکیہ کا بھی ضرور تھا تاکہ اسی لحاظ سے تفصیل و تفسیق و تکفیر اہل اسلام سے باز آئیں نہ یہ کہ مجوزین کو حاجت ترک تقلید مذہب حنفی کی اس سلسلہ میں ضروری ہو کہ یہ محض خیال خام ہے **قولہ** اور ملا علی قاری حنفی نے جو ابن حبان کی روایت پر اعتماد کر کے یہ مضمون لکھا ہو والاوی القراءۃ لروایۃ ابن حبان رحمہ اللہ اس میں کئی بحثیں قابل غور ہیں **اقول** آپ کی سب بحثوں کا جواب کافی یہی ہو کہ ملا علی قاری حنفی کو تحقیق صحت و عدم صحت احادیث و تنقید روایات و رجال اور ابن حبان کی کتاب کا ہر قسم کے احادیث پر مشتمل اور ابو داؤد وغیرہ کی روایت سے اس کی موافقت یا مخالفت مضمون و مآل اور اس حدیث کے فعلی و غیرہ ہونیکا حال ہر طرح آپ سے زیادہ معلوم تھا پھر او کی تحقیق کے ابطال کی واسطے یہ تطویل چھوٹا منہ بڑے اقوال کا مصداق ہو بس **قولہ** بلکہ راجح یہی ہو کہ قرات بالقلب ملوث ہوتا کہ حدیث لایشکم سے بوجہ جن تعارض و دفع ہو جائے **اقول** یہ تو آپ کا خیال ہی خیال ہو کہ حدیث لایشکم سے اسکو معارض و مخالف سمجھتے ہیں برخلاف شروح ملا علی وغیرہ شراح محققین کے **قولہ** پس مذہب منصور امام اعظم کو ترک کر کے غیر محقق قول کی جانب رجوع کرنا اور اس روایت کا ماخذ قرار دینا میرے نزدیک مخدوش ہے **اقول** جب آپ اپنے آپ کو تحقیق روایات حدیث و فقہ میں ملا علی قاری وغیرہ حنفیہ سابقین سے فائق جانتے ہیں پس او کی تحقیقات کیوں آپ کے نزدیک مخدوش ہوگی مگر اہل انصاف کے نزدیک نہ یہاں ترک مذہب منصور امام اعظم ہو نہ غیر محقق قول کے جانب رجوع ہو کہما سبق مفصلاً ورنہ ملا علی قاری حنفی جنکا تشدد و حنفیت میں ضرب الشل ہو باستدلال اس حدیث کے ہرگز

اوسکو اچھا فرائے **قولہ** نوین دلیل کا جواب بیشک ہم اوسکو مانتے ہیں کہ مسلک
 اختلافیہ میں بنظر احتیاط دوسرے مذہب کے مطابق عمل کرنا درست ہو مگر اب اس وقت
 کہ ہمارے مذہب کے مطابق حرمت اور کراہت لازم آتی ہو انہ **اقول** یہی
 کوئی دلیل مستقل نہیں لکھی گئی تھی بلکہ اوسکے ذکر سے یہ مقصد ہے کہ مدعیان تحریم و نہی
 نے جو اپنے دعوے کے ثبوت کا بدلیل قطعی بڑے زور و شور سے اُدعا کیا تھا یہاں تک
 کہ بحکمہ احتمال حرام حکم خروج از اسلام کا اہتمام مجوزین پر لگانے لگے تھے جیسا کہ سوال
 مندرج تنویر العین سے ظاہر ہو رہا ہے اوسکے دفع کیواسطے باوجود تضحیات ائمہ حنفیہ کے تاویل
 ائمہ شافعیہ و مالکیہ بھی نقل کر دئے گئے اور امام نابلسی حنفی سے نقل کر دیا گیا **المسئلۃ**
الواقعة کما ہی الان فی جوامع بلادنا وغیرہا یوم الجمعۃ من الملوین من متی ممکن
 تنویر ہما علی قول من الاقوال فی مذہبنا و مذہب غیرہا فالیست بمنکر کما ینکرو
 باقی یہ خیال کہ بحکم حضرت امام اعظم یہ مطلقاً حرام ہے یہ تو ایسا خیال کہ آپ لوگ اپنے اس خیال
 کے سامنے بڑے بڑے ائمہ حنفیہ امام فخر الاسلام سے لیکر ملا علی قاری تک سبکی نصیح و تحقیق
 و تہذیب کو باطل ٹھہرا کر انکی تجلیل و تفضیل پر اصرار رکھتے ہیں لیکن یہ حرکت آپ لوگوں کو
 مبارک ہے دوسرے حنفی قبول و پسند نہیں کر سکتے **قولہ** دسویں دلیل کا جواب
 واہ جناب یہ تو خوب دلیل آپ نے پیش کی آج آپ نے بخاری شریف کی یہ روایت دکھلا کر
 بحالت خطبہ رفع یدین اور دعا کو ثابت کر دیا کیا عجب ہے کہ کل بخاری شریف کی یہ روایت
 عن جابر بن عبد اللہ قال جاء رجل والنبي صلى الله عليه وسلم خطب الناس
 یوم الجمعۃ فقال اصلیت یا فلان فقال لا قال قم فارکع ام پیش کر کے بحالت
 خطبہ تحمید المسجد کو جائز و واجب کہنے لگین آپ تو چھ حنفی ملے اگر اسی کا نام تقلید ہے تو

میاں ابوالاؤادہ بنی نقضہ زانی اور حضرت مولانا علی قاری سے

آپکی حقیقت قابل ترسیم ہو۔ **اقول** اولاً یہ دلیل بھی مستقل نہیں ہو بلکہ مقصدیں
 دلیل سے یہ کہ جب یہ لوگ فقہہ اذاخرج الامام للجمعة سے حرمت رفع یدین کیواسطے
 دعا کے ثابت کرتے ہیں اسکے دفع کیواسطے کہا جاتا ہو کہ اس سے حرمت رفع یدین کیواسطے
 دعا کی ثابت نہیں ہو سکتی کہ رفع یدین تو دعا کیواسطے خطبہ جمعہ میں خود حدیث صحیح سے
 ثابت ہو پس اس سے خفیت کیون قابل ترسیم ہو گئی کیا خفیت کیواسطے لازم ہو کہ ہرگز
 کہیں کسی مسئلہ میں نام بخاری کے کسی حدیث کا کبھی زبان پر نہ لاوین یہ محض خیال
 خام ہرمان جن مسائل میں کہ حضرت امام صاحب دیکرا حدیث صحیحہ سے تحقیق فرما کر
 احکام شرعیہ ثابت کر چکے ہیں پس اگر کو اسی روایت بخاری کے کسی لفظ سے بظاہر مخالفت
 پاکر مذہب امام کو ترک کیا جائے تو یہ الزام عاید ہو سکتا ہو اور **ثانیاً** قیاس کی کا حدیث صحیحہ
 پر جو عین وقت حالت قراءت خطبہ میں ہو قیاس مع الفارق ہو کہ وہ ان تو مذہب حنفی
 میں دوسری روایات صحیحہ سے مانعت وقت خطبہ کو ثابت ہو ثالثاً محققین حنفیہ نے فرمایا
 ہو کہ وہ ان بھی تہیۃ السجہ بجات خطبہ نہیں تھی بلکہ بحالت سکوت تھی کہ وہ خارج خطبہ
 سے ہو کبیری شرح منیہ میں ہو ان قبیل العبادۃ مقدمۃ علی الدلائل عند
 المعارضة فقد روی مسلم عن جابر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جاء
 احدکم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین قلنا المعارضة غیر ثابتہ للجواز
 کون الملاء منه اذا سکت الامام عن الخطبة الی ان یتم صلوۃ کما ثبت
 فی السنن وہو ما رواہ الدارقطنی عن انس قال دخل رجل المسجد وهو
 اللہ یخطب فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فترک رکعتین وامسک
 عن الخطبة حتی فرغ من صلوۃ **قولہ** جناب من نمازا مستقامین اگر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعائی تو اس سے دعا
 جلسہ خفیہ کیونکر ثابت ہوگئی؟ **اقول** اقل کیا جرات ہو کہ احادیث میں تو تصریح
 نماز جمعہ و خطبہ جمعہ کی تاویر یہ شخص نماز استقامت و خطبہ استقامت کا حوالہ کرتا ہی بھلا اس
 کذب صریح کا کچھ ٹھکانا ہو و ثانیاً دعوی مدعیان کا یہ تھا کہ بعد خروج خطیب کے
 واسطے خطبہ کے ہاتھ اٹھانا واسطے دعائے خطیب و سامعین کا مطلقاً حرام ہے
 اس حدیث کے رو سے وہ دعویٰ اوکا باطل ہو گیا کو دعاء جلسہ خفیہ کا ذکر اس میں
 نہ ہو **قولہ** بشر بن مروان نے جب خطبہ کی حالت میں ہاتھ اٹھایا عمار نے قبح
 اللہ ہاتین الیدین فرمایا استقامت کی دعا پر قیاس کر کے اسکو جابر کیون نہ بتا دیا؟
اقول اگر بشر نے دعائے یمن اخطبیین ہاتھ اٹھایا ہوتا اور حضرت عمار نے
 اس دعائے یمن ہاتھ اٹھانے کے باعث سے ایسا فرمایا ہوتا تو البتہ کلام اس شخص کا قابل
 انتقادات تھا حالانکہ حدیث میں اسکا ذکر بھی نہیں ہو کہ بشر نے دعائے یمن کو کیواسطے ہاتھ
 اٹھائے تھے اور حضرت عمار نے اس دعائے یمن ہاتھ اٹھانے کی تصحیح فرمائی
 تھی **قولہ** اچھا اور شعیب بن ماجہ میں یہ حدیث مروی ہو عن ابی سعید قال کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی قبل العید شئاً فاذا رجع الی
 منزله صلی بکتین اے اسی پر قیاس کر کے اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ عید گاہ میں
 بھی نفل پڑھنا درست ہو کیونکہ مطلق نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو
 تو کیا قیاس اسکا قابل اعتبار ہو گا ہرگز نہیں **اقول** اوکا اس خلط و
 خط کا کچھ ٹھکانا ہو مسئلہ بحث عنہ میں جب ان لوگوں کا دعویٰ ہو کہ وقت خروج
 للخطبہ سے آخر نماز تک ہر قسم کا کلام آخر دی ہو یا دیوی واسطے خطیب و سامعین

کے حرام بالاکلام ہو اور اسی بنا پر وعاء مذکور در رفع یدین لہذا کبھی حرام کہا ہو اسکا بطلان
کیواسطے وہ حدیث پیش کی گئی جس سے بخوبی بطلان او کو مذہبان حرمت رفع یدین لہذا
کا بعد خروج خطیب للخطبہ کے ثابت ہو گیا برخلاف حدیث فاذا رجع الی منزله صلی
بکنتین کے کہ اس میں جب ذکر نماز بعد العید کا منزل میں ہو پس قیاس نماز نفل کا
مصلیٰ میں اوپر البتہ محل کلام ہو سکتا ہو پس وہ قیاس جسکو اپنے پیش کیا قیاس
مع الفارق ہو سکتا ہو۔ ثانیاً اگر قطع نظر اس حدیث خاص سے اگر کوئی کہے کہ غریب
مطلق نماز نفل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور عید گاہ میں بعد نماز عید کے
تفیل کی تحریم و ممانعت کسی حدیث شریف میں صراحۃً نہیں فرمایا ہو تو عید گاہ میں بھی بعد
عید کی نفل پر حسد و رست ہو تو اوپر ہر حکم ضلالت کا جیسا کہ آپ لوگوں کا خیال ہے نہ صحیح
حدیث میں مذکور ہو نہ محققین کے نزدیک صحیح ہو کہ یہ بھی مسئلہ اختلافیہ فقہیہ و مالکیہ نفل مذکور
کو عید گاہ میں سنت عید قرار دینا صحیح نہ ہو گا **قولہ** مجالس البرارین ہو الی قولہ
اگر اس قسم کا قیاس جائز ہوتا تو حضرت کیون عید گاہ میں نماز سے روکتے **اقول**
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دوسری روایت بھی علماء دین و نقل فرمائی ہو و مختار
میں ہو لکن علیاً رضای رجلاً یصلی بعد العید قلیل ما تمنعه بالاموالیین
فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال الله تعالى ارايت الذی ینعی عبداً
اذا صلی **۱** یہ تو واقعہ نماز نفل بعد العید کا ہو۔ اور سند خوارزمی وغیرہ میں ہو کہ یہی
ارشاد او سوت بھی فرمایا تھا جب ایک شخص کو قبل عید کے نفل پڑھتے ہوئے ملاحظہ
فرمایا تھا بالجملہ اگرچہ مشہور روایت یہی ہو کہ اکثر صحابہ نماز نفل قبل عید کے اور بعد عید کے
نہ پڑھتے تھے مگر بعض صحابہ کرام سے اسکا نفل و عمل بھی ثابت ہو پس حکم بخیر یہ نہ

کا کیونکر ہماری ہو سکتا ہے **فقاضی خان** نے فرمایا ہو ولا یتطوع قبل صلوة العیدین
 فی المشہور و یتطوع بعد صلوة العید ما شاء وعن بعض الصحابة انہم كانوا
 یتطوعون قبل صلوة العید علاوہ برین محققین نے فرمایا ہو کہ عوام مسلمین کو نماز
 نفل سے روکنا چاہیے قبل عید کے بعد عید کے متصل میں نہ بیت میں و محراب میں ہوا العوام
 فلا یمنعون من تکبیرہ ولا تنفل اصلاً لقلۃ سرعۃ ثم فی الخیرات **القول** محزون
 کو کیا کیا وقتیں پیش آئیں (۱) کل متون اور اکثر شروح اور فتاویٰ کو چھوڑنا پڑتا ہوا
اقول ان متون اور شروح و فتاویٰ کے مراوی کی جب محققین نے تصحیح و تصحیح فرمادی
 پھر چھوڑنا کیوں پڑتا ہو ان جن کتب میں برخلاف مذہب اصح کے تصریح کر دی ہو اور انکا
 ضرور چھوڑنا پڑ چکا ہو اس چھوڑنے پر طعن کرنا درست نہیں ہے **قول** اور کلام دینی
 سے اگر اجابت اذان مراویا جائے تو قیادت نہیں لازماً آتی **القول** اگر کل متون
 اور اکثر شروح و فتاویٰ میں یہ تصریح فرمادی ہوئی کہ اجابت اذان تو بلا اتفاق جائز
 ہے باقی میں اختلاف ہے تو البتہ اسکا خیال ٹھیک ہوتا حالانکہ اون متون وغیرہ میں تو لفظ
 محل اذ خرج الاصام فلا کلام واقع ہو اس میں تصریح اس شخص کی کہان ہو۔ پس
 اسے فہم کے مطابق اس تقدیر پر اس شخص کو بھی چھوڑنا متون اور اکثر شروح کا لازم
 ہو گیا اور جب مقصد و مراد میں کام کیا جائیگا پس مذہب اصح مختار محققین کہ شامل ہو
 جملہ کاربج و تسبیل کو کیوں چھوڑا جا سکتا ہو کہ اون کے نزدیک مراد اس فقرہ میں کام
 دینی ہے **قول** (۲) بلا وجہ معقول کے امام اعظمؒ کی تقلید سے انحراف کرنا پڑتا ہو
اقول ہرگز انحراف کرنا نہیں پڑتا بلکہ مذہب اصح کا اتباع کرنا پڑتا ہو ان غیر اصح
 انحراف کرنا پڑتا ہو اور یہ امر ضروری ہے **قول** (۳) وقت اجابت بروز جمعہ بقول اکثر

بیان ابوالانوار کا کثرت متون و شروح کو ترک کرنا لازم

بیان ابوالانوار کا کہ قبل جمعہ نماز
 سے بعد نماز

صحابہ اور عامۃ مشایخ احناف جو آخری روز ہو اور سکو ترک کرنا پڑتا ہو **اقول** قائلین مذہب اصح امام اعظم نے کب فرمایا ہو کہ وقت اجابت منحصر ہر وقت خطبہ و جلسہ خطبہ میں اور قول آخر روز کا غلط و باطل ہو اور دعا کرنا اس وقت منع ہو تاکہ مجوزین پر یہ الزام لگایا جائے کہ ان کو اس وقت اجابت کا ترک کرنا پڑتا ہو **قولہ** (۴) بلا دلیل مستندہ کے ساعت اجابت کو جلسہ خفیہ کے ساتھ خاص کرنا پڑتا ہو **اقول** مجرد تجویز و دعا مذکور سے بامسبہ احتمال اس امر کے کہ یہ بھی وقت اجابت ہو حکم تخصیص ہر روز لازم نہیں آتا ہو **قولہ** (۵) جلسہ خفیہ کو بلا دلیل مستندہ حکم خطبہ سے خارج کرنا پڑتا ہو **اقول** اولاً نشاء تمام قطوئل کا وہی ہو کہ قول مستندہ جس کو محققین نے اصح کیا اور سکو تو ان کے یہ شخص تکذیب کر کے باطل و بلا دلیل ٹھہراتا ہو اور قول غیر اصح کو اپنے ادہام سے دلیل اور مستندہ بتاتا ہو ثانیاً بطور تنزل کے کہا جاتا ہو جلسہ خطبہ حکم خطبہ سے بہت امور میں ضرور خارج ہے از الجملہ یہ کہ خطبہ میں حکم قیام کا ہو اسیدول سے اکابر نے اس شخص کو جسے خطبہ میں جلوں کیا تھا نصیحت فرمایا اور بین الخطبتین کو سنون **قولہ** (۶) اسی وجہ سے کہ دعا سے دعا قلبی مراد نہیں لیتے بہتری احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کو ترک کرنا پڑتا ہو **اقول** یہ بھی مجرد ہوس ہو ہرگز ہرگز نہ کہ نہ نہیں پڑتا ہو جہاں کلام دینی حرام ہو وہاں دعا قلبی مراد ہو سکتی ہو اور جہاں کلام دینی حرام نہیں وہاں دعا دل کی کیون حرام ہو جاسکی البتہ بہت آثار صحابہ کا ترک کرنا قوالب پر لازم ہے کہ ان سے کلام بعد خروج امام کے بخوبی ثابت ہو **قولہ** (۷) رفع یدین کل دعاؤں کیلئے بلا حجت قاطعہ کے ثابت کرنا پڑتا ہو **اقول** حجت قاطعہ کی ان مسائل فرعیہ قطعہ میں کیا ضرورت ہو اور گو اکابر کے کلام میں استحباب رفع یدین کا کمال ادعیہ خارج صلوٰۃ میں مصرح ہو مگر قائلین حجاز

یہ کچھ ضرور نہیں کہ خواہ مخواہ التزام مالا یلزم کریں بالکل جب رفع یدین وقت دعا کے
 مطلوب شارع ہے پس جب تک شارع سے ممنوع ہونا کیسوقت خاص پر ثابت نہ ہوگا و سپر
 عمل کیا جاویگا اور اسی قسم میں زمین اخطبتین بھی داخل ہے **قولہ** (۹) ابن جتان
 کی روایت کو بغیر تحقیق کے صحیح ماننا پڑیگا **اقول** ملا علی قاری وغیرہ محققین
 نے جب اس سے استدلال کیا تو انھوں نے اپنے نزدیک اسکو صحیح سمجھا اگر تم اونکو
 کاذب جانتے ہو اسکا ہمپر کچھ الزام نہیں آسکتا **قولہ** (۹) شافعیہ مالکیہ کے اقوال
 سے باوجود مخالفت امام احتجاج کرنا پڑتا ہوا **اقول** یہ مجرد دعویٰ باطلہ ہے شافعیہ مالکیہ
 کے اقوال آپ لوگوں کے واسطے پیش کئے گئے ہیں ورنہ مجوزین کو کچھ حاجت اونکی
 نہیں نہ یہاں مخالفت مذہب امام سے لازم ہے **قولہ** (۱۰) ایک حدیث قوی
 کو خلاف اصول مقررہ کے بہتیرے اخبار فعلیہ پر مقدم کرنا پڑتا ہوا **اقول** یہ کلام
 محض بھل و جہالت الضمام ہے **اولا** تو کسی حدیث قوی کا اخبار فعلیہ پر مقدم کرنا
 در صورت تعارض و عدم امکان تطبیق و جمع کے کچھ عمل الزام نہیں ہو سکتا **ثانیا**
 یہ شخص ایسا جاہل ہے کہ نافع و مضر میں اسکو تمیز نہیں نہ تقریب کے تمام و ناقص ہونیکا
 ادراک ہو **ثالثا** اگر کچھ بھی عقل ہوئی تو یوں کہتا کہ ایک حدیث فعلی کو اخبار قولیہ پر
 مقدم کرنا پڑتا ہے کہ اس صورت میں بظاہر عوام کے نزدیک تقریب تمام ہو جاتی اگرچہ
 محققین کے نزدیک یہاں تعارض مراد حدیث قوی و فعلی میں نہیں ہے **قولہ**
 اپنے مجوزین کے دلائل کو تو خوب دیکھ لیا اور مانعین نے جو اون دلائل پر اعتراضات
 وارد کئے ہیں اونکو بھی بخوبی سمجھ لیا اب تھوڑی دیر گوارا کر کے قول فیصل بھی سن لیجئے **اقول**
 مجوزین کے دلائل کی حقانیت اور صحت بیان اور مانعین کی نفسانیت اور

او کے خدشات کا بطلان بخوبی ظاہر ہو گیا اب آپ کے قول فیصل کے متعلق اس قدر
 لکھا جاتا ہے کہ بالفرض ملا علی قاری وغیرہ کی تحقیق غلط ہو اور آپ کے خیالات فاسد صحیح
 ہوں جب بقول اصح محققین کے نزدیک مدار اختلاف ہمارے ائمہ کا کلام دنیوی پر
 ٹھہرا تو پھر از روئے اصول تحقیقات محققین حنفیہ کے حکم مانعین کا ہرگز صحیح نہیں
 ہو سکتا ہو اور صحت عدم نقل بلکہ نقل عدم سے بھی حکم افضلیت و اولویت کا
 باطل نہیں ہو سکتا ہو دیکھو مسئلہ رجب قہری میں وقت طواف و داع کعبہ
 کے باوجود اقرار عدم ثبوت کے سنت و آثار سے محققین حنفیہ نے حکم استحباب و اولویت
 کا فرمایا ہو و الممتارین بعد نقل کراہت وضع علی القبور کے بعض فقہاتے لکھا ہے
 ولكن نحن نقول اذا قصد به التعظيم في عيون العامة حتى لا يفتقدوا صاحب الفبر
 لجلب الخشوع والادب للغافلين الزاثرين فهو جائز لان الاعمال بالنيات ان كان
 بدعة فهو كقولهم بعد طواف الوداع يرجع القهري اجلا لا بالبيت حتى قال في
 المنهاج انه ليس فيه سنة مريية ولا اثر محكي وقد فعله اصحابنا الخ اور زيعلی
 نے لکھا ہے والعادة به حادثہ فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر الخ اور سیطرح
 مسئلہ تلفظائیت میں بھی محققین فقہاء کرام نے اطلاق استحباب و افضلیت کا بلکہ
 بعض نے سنت کا بھی فرمایا ہے نو پر الا بصارین ہو والتلفظ بها مستحب وقیل
 سنة ورمحما میں تو یعنی احبہ التلفظ سنة علماء فاء و علی مذالقیاس بیت
 مسائل میں محققین حنفیہ کے اقوال و اصول تحقیقات سے حیث قائلین جواز کی اور
 بطالت میں مانعین کے میان کی بخوبی ثابت ہو سکتی ہے **قوله** فذلک از
 جانب دلولی ابو البرکات برادر صغیر مؤلف امر **قول** برادر کبیر کے انوار کی تحفیر

تو اسبق سے بخوبی ثابت ہوئی اب صغیر صاحب کے برکات کی تصنیف بھی دیکھن
 چاہئے **قول** پہلی تقریر جلسہ خفیہ کو حکماً خطبہ سے خارج کہئے گایا اور حسین داخل
اقول حسب تحقیق محققین کے یہ جلسہ سن و صیہ خطبہ سے حکماً خارج ہوا اور میں
 حکماً داخل ہوا منہ جلسہ بعد خروج خطیب کے واسطے خطبہ کے پس اسی جہت سے
 کلام دنیوی اکل و شرب وغیرہ ممنوع اور کلام اخروی مانند بیچ و تہلیل کے ممنوع ہیں
 ہمیں تقلید وایت محققہ معصمہ محققین کے از روئے ان کے اصول کے جواز دعا میں خطبہ
 کا بخوبی ثابت ہوا اور قیاس اور سکا حالت قرأت خطبہ پر باطل ہوا **قول** دوسری
 تقریر طرفین کے نزدیک بوقت جلسہ خفیہ مطلقاً کلام ممنوع ہے اس قول کو آپ غیر مفتی
 کہتے ہیں یا مفتی ہے **اقول** بوقت جلسہ خفیہ طرفین کے نزدیک مطلقاً ہر کلام کا ممنوع ہونا
 بروایت اصح ثابت نہیں ہو پس اسکو قول مفتی بہ طرفین کا ٹھہرانا مخالف روایت اصح کے ہے
 مان بروایت اصح جو قول طرفین کا ثابت ہو سکتا ہو اسکو الیہ مفتی کہہ سکتے ہیں یعنی ممنوع ہونا
 کلام دنیوی کا باقی تسبیح و تہلیل کا ممنوع ہونا جو قول طرفین سے بروایت اصح ثابت
 نہیں ہیں اسکا ممنوع ہونا مفتی بہ نہیں ہو سکتا

جواب مجموعۃ الفتاویٰ

اگرچہ رضایین و دلائل مجموعۃ الفتاویٰ کے وہی ہیں جو تحقیق قول اس طرفین میں بیچ
 ہیں اور جواب تفصیلی انکا لکھ دیا گیا پس حاجت اس کے جواب جدید کی نہ تھی مگر تاکید اس
 مجموعہ کی بھی بعض خرافات اور خیانتوں کا اظہار و اعلان مناسب معلوم ہوا چنانچہ میرا طرہ

ہوتا ہے

رد فتویٰ میاں نجی ابوالانوار صاحب

قول مولانا عبدالحق صاحب دہلوی الی قولہ اشۃ اللغات میں لکھتے ہیں فلا یتکلم
 وتکلم نیکو نہ بد عاو بنیران **اقول** ان حضرات کے افہام والزام کے واسطے سبقت
 کافی ہو کہ مظاہر حق میں جو تالیف نواب قطب الدین صاحب کی اور فی تحقیق تصنیف
 مولوی اسحق دہلوی کی ہو لکھا ہو یہ جو حدیث میں آیا ہو کہ دو نون خطبوں کے درمیان
 کے جلسہ میں حضرت کلام نہ کرتے تھے اوس کلام نہ کرنے کی شرح حضرت شیخ نے تو یہی
 لکھی ہو جو فائدہ میں مذکور ہوئی اور طاعلی رحمہ اللہ نے شرح طیبی نے نقل کیا ہو کہ اولی
 ہو پڑھنا قرآن کا واسطے روایت ابن حبان کے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 پڑھتے بیچ بیٹھنے کے کتاب اللہ اور کہا بعضوں نے کہ اولی ہو پڑھنا سورہ اخلاص کا
 پس حضرت شیخ کو شاید یہ روایت نہ پھونچی ہوگی واللہ اعلم **اقول** یہ خطبہ خفیہ علم
 میں خطبہ کے ہو یا خطبہ سے خارج ہو **اقول** یہ تردید نا فہمی پر مبنی ہو اہل فہم پر ظاہر ہو کہ
 خطبہ خطبہ سے خارج ہو البتہ باوجود خارج ہونیکے خطبہ سے بعض امور میں خطبہ کے حکم میں
 ہو اور بعض امور میں حکم خطبہ میں نہیں مانتے خطبہ قبل خطبہ کے اور یہ بحث سابقہ نجوبی
 ظاہر ہو چکی باجملہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک بقول اصح خطبہ پڑھنے کی وقت تو ہر طرح
 کا کلام ممنوع ہو اور غیر خطبہ پڑھتے وقت کلام دنیوی ممنوع ہو ذکر الہی ممنوع نہیں **اقول**
 قال لعلی القاری فی المرقاة کیف یدعو وہو مامور بالانصات لجیب لیس من شرط
 الدعاء التلطف بہ **اقول** عبارت مرقاة کی باب الجمعہ کے آخر فصل میں یون ہو
 قد سئل البقیفی کیف یدعو حال الخطبة وہو مامور بالانصات فاجاب لیس من
 شرط الدعاء التلطف بہ **اقول** اس شخص نے چالاکی سے لفظ حال الخطبة کا ترک کر دیا تاکہ
 جلسہ میں خطبتین پر وہ حکم منطبق ہو جاوے یہ سخت خیانت کی ہو **قول** درود

شریف پڑھنا جو بقول راجح واجب ہے اور نص قرآن سے ثابت ہے بوقت خطبہ جب فقہاء نے اس کے پڑھنے کی اجازت نہیں دی، **اقول** سابقا ظاہر ہو چکا کہ جہر کی اجازت ائمہ فقہاء نے نہیں دی ہو اور سزا پڑھنے کی بموجب مذہب راجح مفتی محققین نے اجازت دی ہو پس یہ قول بھی محض تعلیط جہال ہو وپس **قولہ** وقت جلوس میں ان خطبتین وقت استجاب دعا کا ہو لیکن نفی مذہب میں اس وقت نہ جہر دعا کرے نہ ستر نہ رفع یدین کرے ویکفی الدعاء بقلیہ کذا فی الشامی فی الجلد الخامس ثم **اقول** اس قول سے بہت سے خیالات مفتی اول کے مروود ہو گئے اور شامی کے حوالہ سے یہ بات ثابت کرنا کہ میں ان خطبتین کی دعا کی نسبت شامی نے ایسا لکھا ہے محض تعلیط جہال ہو کہ وہ تو متعلق وقت قرات خطبہ سے ہے نہ متعلق جلسہ قبل خطبہ اور جلسہ میں ان خطبتین اور بعد خطبہ کے قبل صلوٰۃ کمالا یخفی علی من فطر فیہ یعین الاضاف و تجنب عن الاعتناء **قولہ** فی الواقع دعا میں ان خطبتین رفع یدین جہر ہو یا سر اکڑ ہو ان **اقول** یہ عوی جو بنظر انہما راجع خفیہ کے کیا گیا ہے کذب محض ہے اور قطع نظر اصل مسئلہ سے کہ مذہب اصح ہمارے ائمہ محققین کا کیا ہے اس شخص کو اتنا بھی خیال نہیں کہ صاحب رسالہ کو بہر حال یہ تو اقرار ہے کہ امام ابو یوسف کا اس میں اختلاف ہے پس یہ دعا علی الاطلاق محض کذب و عیاری و نفاق ہے **قولہ** ہر جہر خفی کو ضرور ہے کہ منکرات و مکروہات و مستحبات شرعی کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور اغوائے ضلالت راہ سے جہلا احتراز کرے **اقول** اس قول فاسد میں جو اس قائل جاہل میابک نے امام ابو یوسف وغیرہ کا برخفیہ کو ضال و جاہل وغیرہ ٹھہرایا ہے اسکی جزا تو عاقبت میں طیلک مگر صاحب طریقہ محمدیہ کے قول کا حال یہ ہے کہ امام نابلسی نے شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا ہے

اما علی المقول الذی سبق تصحیح من ان النسخ انما هو عن الکلام العربی فقط
 هذا بمنکره بالجملة سائل اختلافیه ائمہ خفیہ بلکہ تمام المہنت من احکام ائمہ دین کو
 منکرات شرعیہ سے ٹھہرایا اور انکو ضال و مغوی بتانا جہالت و غوایت و ضلالت ہے

ر وقوی لکنہو

ہر چند یہ فتویٰ بمقابلہ تحقیقات مصرعہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے کہ وہ ان سب
 اہل فتویٰ سے تحقیق و تدقیق میں افضل اور اونکے استاد اکمل بلکہ امام اجل تھے قابل
 التفات بھی نہیں مگر میر بھی بالا جمال حال اوکے اختلال کا لکھا جاتا ہے **قوله** سامعین
 نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے گرد و تحری ہی ہے **اقول** قطع نظر اس امر سے کہ
 یہ جواب مبنی ہے روایت غیر اصح پر دیکھو یہ جواب مخصوص ہے ساتھ سامعین کے پس تا تمام
 ہو کہ سوال میں خطیب و سامعین دونوں سے سوال تھا **قوله** اور شرح مختصر
 وقایہ لابن الایاس میں ہر دیکرہ الکلام فی حال الجلسة بین الخطبتین **اقول**
 ان حضرات کی روایت سے سخت تعجب ہے کہ اسی کلام میں سے جسکو نقل کرتے ہیں وہ کلام
 جو ممکن لکھے خیالات کا ہوتا ہے اور اوصاف اور اوتے ہیں دیکھو شرح ابن الایاس میں
 اسی مقام پر صاف موجود ہے و اختلاف المشایخ علی قول ابی حنیفہ فقال بعضهم بکفر کلام
 الناس دون النبیخ و قبل بکفر الکمل والاول اصح **قوله** ابو الکلام نے شرح
 مختصر وقایہ میں لکھا ہے صرح فی الخلاصة وغیرہا ان التطوع والکلام بکفر اذا تعد
 المنقبل الشرع و بین الخطبتین والخطبة والصلوة عنده خلافا لما اذ عند
 الانصاف للاستماع **اقول** اولاً یہاں بھی اپنی روایت کو ظاہر فرمایا دیکھو اسی
 کتاب میں اسی قول میں اسی مقام پر موجود ہے و حرم الکلام لا التبیخ فی الکفایة

میان میں اختلافات کی روایت

دوسری روایت

هو الاصح، اور ثانیاً اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک قول امام محمد کا بھی
 مانند قول امام ابو یوسف کی ہو کہ میں ان معتبین بھی بوجہ نہونے استماع کے کلام کو مکروہ
 نہیں جانتے ہیں اس قول سے بھی بہت خیالات ان حضرات کے باطل ہو گئے۔
قولہ اور خطیب کا دعائے جہری ماتمہ اٹھا کر کرنا خلاف سنت کے ہوا **اقول**
 قید جہر و رفع یدین کی محض واسطے تعلیق کے ہو ورنہ اگر اس کے دلائل کی حمایت حسب
 اس کے فہم کے تسلیم کر لیجاسے تو خطیب کی دعا بھی خواہ ستری ہو خواہ جہری خواہ برفع
 الیدین خواہ بلا رفع الیدین حرام ہوگی بلکہ اس طرح کسی آیت قرآن شریف کا بھی مطلقاً
 پڑھنا حرام ہوگا جیسا کہ خیال ان حضرات کا ہو یہاں پر یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بعض لوگوں کا
 جو یہ خیال ہو کہ خطیب کو جہر اتود عا جائز نہیں ہو کہ ستر اور عادتاً و آیت جائز ہو البتہ مقتدی
 کو کسی طرح جائز نہیں ہو کہ مخالف ازخوہ الامام فلا کلام کے جو یہ بھی ایک خیال خام ہو
 کہ فلا کلام میں جو حکم مقتدی کا وہ حکم امام کا ہے امام طحاوی نے فرمایا ہوا فاذا کان
 الناس منصفین عن الکلام ما دام الامام یخطب کان کذلک الامام منصفاً عن
 الکلام ما دام یخطب یعنی الخطبة الا ترى ان المؤمنین ممنوعون عن الکلام فی الصلاة
 فکذلک الامام فکان مامنع عن غیر الامام فقد منع عن الامام فکذلک لما منع
 غیر الامام من الکلام فی الخطبة کان الامام منع بذلک ایضاً من الکلام فی الخطبة
 بما هو من غیرہا **قولہ** اور مخالفت سنت کی عصیان ہوا **اقول** ان حضرات
 کو مخالفت کے معنی معلوم نہیں ہیں ورنہ مسائل فرعیہ اختلافیہ میں اکابر دین کو تقلید و روایات
 کے مخالفت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ٹھہراتے تھے اثناعشر میں یہی مطاعن
 روافض میں حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

بیان میں بعض عقائد کی مطاعن یہ ہیں

و اختلاف مخالفت انحضرت نمود اسکے جواب میں لکھا ہر سوم اُنکے گردن اختلاف چیزیں

دیگر بہت ومنع فرمودن از انجیزی دیگر بہت مخالفت وقتی بیشد کہ منع از اختلاف میفرمود

و ابو بکر رضی اللہ عنہ اختلاف میکردنہ اُنکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف نکرد و ابو بکر رضی اللہ عنہ

قولہ علاوہ برین دعا خطیب کی جلسہ خطبتین میں بالاتفاق موجب انصاف سامعین

کے ہوگی پس تجویز کرنا امام ابو یوسف کا صحیح ہوگا امر **اقول** جب دعا خطیب کی ستر

ہوگی جیسا کہ تعامل سلین کا عجب ہم کے بلا واسطہ میں مدت دوازے جاری ہو پس استماع

متصور ہوگا لہذا انصاف سامعین کا حکم اسوقت حاضرین پر صادق نہیں ہو سکتا ہے

بالجملہ ترجیح و عدم ترجیح روایات اختلافیہ مذہب حنفی و دوسرا مر ہوگا امام ابو یوسف یا دیگر ائمہ

کی تمہیل و تفصیل کرنا اور مہل الزام و نپر لگانا کام اطفال جہاں کا ہر عقل و اہل کمال کا

قولہ اور بھی حصر کہ بہت عقائد ہوتا ہے صاحب فتح الباری کے قول میںے اما ہذا الجملۃ

بین الخطبتین حکمی صاحب المعنی عن العلماء فیہ قولین ہذا علی اندہ غیر خلطاد

ان زمن سکوتہ قلیل فاشبه السکوت للتنفس انتہی سے صحیح ہوگا امر **اقول**

اولاً جب خطیب جلسہ میں کوئی آیت یاد عا سر اُڑھے گا پس وہ غیر مخاطب ہوگا اور استماع

بھی اوسکا غیر متصور ہوگا پس حصر جو عقائد فتح الباری کے قول سے ٹھہرایا گیا اسپر حکم

بطلان کا صحیح ہوگا اور ثانیاً زمانہ جلسہ کو مشابہ سکوت للتنفس کے ٹھہرانا کو صاحب

فتح الباری وغیرہ کے نزدیک مسلم ہوگا چونکہ یہ قول خلاف ظاہر روایت حنفیہ کے ہو

پس اگر حصر صاحب فتح الباری کا صحیح ہوگا تو کیا امام ابو یوسف وغیرہ پر کیا الزام کا مقام ہو

رو فتویٰ ندوہ مخدولہ

قولہ جائز نہیں خلاف سنت ہوئی وجہ سے رد المتارمین ہو ویسے الدعاء قبلہ

لا بلسانہ لانه مامور بالسکوت ام **اقول** ندوة العلماء کی دیانت و انانیت اور ان کی
تحریرات مطبوعہ سے بخوبی ظاہر ہو کہ ان حضرات نے طریقہ تغلیط جہاں اور خیانت
نقل اقوال کا اختیار کیا ہو اس کے مطابق یہاں بھی عمل کیا گیا اور ظاہر ہو کہ اس
عبارت منقول میں وجوب سکوت کا وقت جلسہ خطبتین کے اور حرام ہونا تلاوت قرآنی
یا دعا و لسانی کا ہرگز منقول نہیں مطلب اس عبارت کا یہ ہو کہ وقت قرأت خطبہ کے
سکوت مامور ہو پس دعا و قلبی چاہئے اس میں ذکر وقت سکوت خطیب اور جلسہ خطبتین
کا نہیں ہو پس یہ حوالہ واسطے قریب وہی عوام کے ہوتا نیاں اور المختار کی اصل عبارت
یہ ہو فی هذه الساعة اقوال اصمها او من اصمها الفانی مابین ان یجلس الامام
على المنبر الى ان تقضى الصلوة کما هو ثابت فی صحیح مسلم عندہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایضاً قال فی المعراج ویسن الدعاء لقلب لا بلسانہ لانه مامور بالسکوت ویکہوا سمین
ساعت اجابت بعد العصر میں مختصر نہیں کیا ہو پس خیالات ان حضرات کے جو متعلق سنت
مذکورہ کے حصہ بعد العصر میں اور نکاح بطلان بھی اوس سے ظاہر ہو قال الشاس عبارت سے
ظاہر کہ یہ قول صاحب معراج کا ہو و المختار میں اس کی تصحیح و ترجیح نہیں کی ہو پس یہ تو نہ تو
والون نے دیکھ لیا اور جسکو وہ المختار میں اصح لکھا ہو اسکو نہ دیکھا یا نہ سمجھا یا عمدہ ترمیمی
کی وہ یہ ہے لا کلام ای من حبس کلامہ الناس اما السبیح ونحوہ فلا دیکر وہو لا صحیح

رد فتویٰ علماء دہلی

یہ فتویٰ صرف ایک شخص عبد الجلیل مسافر و اردو دہلی کا ہو جسکو براہ قریب علماء دہلی سے
تعبیر کیا گیا ہو **قولہ** در باب دعا فی مابین الخطبتین نوشتہ آید کہ جائز عند الخفیفہ است یا
منوع الجواب دعا خواندن مجبور و بر رفع یدین بعد از آغاز خطیب خطبہ راحب مذہبنا منوع

ہے **اھ اقول** خطبہ کے وقت تو دعا خواہ جہڑا ہو خواہ سرّاً منسوع ہو اور وقت سکوت کے کلام اخروی بقول اصح جائز ہو و بروایت غیر اصح امام ابو یوسف کے نزدیک تو جائز ہو یا ان حضرات کو بھی تسلیم ہو کہ وہ بھی داخل مذہب خفی ہو پس اطلاق نقطہ مذہباً محض تغلیط عوام پر اور ایضاً نہ فقط جہڑ کا بھی واسطے تغلیط کے ہونے سوال میں منقول نہ اہل اسلام کا معمول **قول** فیسمع الخطیب وینصت الی قولہ روح البیان صفحہ پندرہ و سولہ **اھ اقول** ان لوگوں کو خیانت میں بڑا کمال ہو اسی روح البیان میں اسی مقام کے آخر میں جو قول فیصل لکھا یا ہو اور سکو ترک کر دیا و الحاصل ان اذا خرج الامام حرم کلام الناس والنافلہ اما الفائیۃ فلا کراہۃ فی قضائھا نص علیہ فی الہامیۃ و کما تبین و بحوہ جائز بالاتفاق

رد فتویٰ تھوری

قولہ دعا میں الخطبتین کے بارے میں شامی کی جلد اول میں ہو **اھ اقول** یہ اوکا کہ دعا میں الخطبتین کے بارے میں شامی نے یہ لکھا ہو محض افتر ہو شامی میں ذکر دعا میں الخطبتین کا نہیں ہو اور شامی سے ثابت کہ بقول ابیح سلّمہ اذا خرج الامام فلا کلام میں کلام دنیوی مراد ہے سو او میں بھی اختلاف ہو اور کلام اخروی بالاتفاق جائز ہو البتہ وقت خطبہ پڑھنے کے کہ استماع اوسکا واجب ہے کی طرح کلام جائز نہیں بالجملہ جلسہ کہ وقت خطبہ پڑھنے کا نہیں ہو اور سکو عبارت شامی سے کچھ تعلق نہیں۔ واضح ہو کہ اس فتوے پر مہر جناب مولانا مولوی مذہبیر احمد خان حنابلہ کی بھی چھاپی گئی ہو بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ یہ بھی جلسہ سازی ہو و بس بلکہ مولانا مرحوم کا فتویٰ بڑی شدت سے لکھا ہوا موجود ہے چنانچہ وہ بعینہ منقول ہوتا ہے

فتویٰ جواز دعای جلسہ میں خطبتین از فاضل
علامہ کامل فہما فیہ حدیث محمد امجدی شان جناب
مولانا مولوی محمد زید رحمان صاحب رحمہ و منعم سابق مدرس
اعلیٰ مدرسہ طیبیہ احمد آباد گجرات علیہ الرحمہ والتحیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمای کرام اس امر میں کہ جو وقت امام پہلا خطبہ پڑھ کر جلسہ کرتا ہے
اوس وقت خطیب اور سامعین کو آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونوں ہاتھ
اوتھانا درست ہو یا نہیں اور مترجم در مختار صاحب غایۃ الاوطار نے اوس وقت
دعا کر نیکو غیر مشروع اور حرام اور فعل خلفای مروانیہ کا لکھا ہے آیا یہ قول مترجم
کا صحیح ہے یا نہیں بینوا تو جروا

الجواب

ہو تعالیٰ الموفق والمعين ہمارے میں ہرگز اخراج الامام یوم الجمعة ترك الناس
الصلاة والكلام یخرج من خطبته قال في هذا عند ابي حنيفة رة وقالا
لا باس بالكلام اذا خرج الامام قبل ان يخطب واذا نزل قبل ان يكبروا
اس سے واضح ہو کہ امام اپنی جگہ بیٹے حجرہ وغیرہ سے جب نکلے تو خطبہ سے فارغ ہونے

تک نماز و کلام امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناجائز ہو اور صاحبین نے امام ابو یوسف امام
 محمد کے نزدیک قبل شروع خطبہ امام کے اور بعد اورتکبہ منبر سے کلام درست ہو نماز درست
 نہیں اور مختار میں ہو فلا صلوٰۃ ولا کلام اسکی تحت میں شامی میں ہو بقولہ
 ولا کلام ان من جنس کلام الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وهو الاصح
 کما فی النہایۃ والعنایۃ وذكر الزیلعی ان الاحوط الانصات ومحل الخلاف قبل
 الشروع اما بعدہ فالکلام مکروہ تحریماً باقسامہ کما فی البدائع بحرف فہمہ قال
 البقالی اذا شرع فی الدعاء لایجوز للقوم رفع الیدین ولا تأمین باللسان جہر
 وان فعلوا ذلك اثموا وقيل اساءوا ولا اثم عليهم والصحيح هو الاول وعليه
 الفتوى وكذلك اذا ذكر النبي صلعم لایجوز ان یصلوا علیه باسبح رب یقلب
 اس سے واضح ہو کہ قبل شروع خطبہ امام کے تسبیح و ذکر مکروہ
 نہ ہونا اصح ہو اور احوط انصات و سکوت ہو بعد شروع خطبہ امام کے ہر قسم کا کلام
 مکروہ تحریمی ہو امام کے دعا کرتے وقت قوم نے مقتدی دعا کرے تو گنہگار ہوئے ہی
 صحیح اور اسی پر فتویٰ ہوا یہی حضرت صلعم کے ذکر کے وقت درود پڑھنا درست نہیں
 ہاں دل سے درست ہو اور اسی پر فتویٰ ہو مشکوٰۃ شریف میں ہو کان رسول
 اللہ صلعم یخطب خطبتین کان یجلس اذا صعد المنبر حتی یفزع المؤمنون
 ثم یقوم فیخطب ثم یجلس ثم یقوم فیخطب **مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فی جلد ثانی**
 کے صفحہ ۲۲ میں ہو ولا یتکلم رای حال جلوسہ بغیر الدکر او انداء التراد
 سر والاولی القراءۃ لروایت ابن حبان کان رسول اللہ صلعم یقرأ فی جلوسہ
 کتاب اللہ اس سے واضح ہو کہ درمیان خطبتین کے جو رسول اللہ صلعم بیٹھتے تھے

تو وہیں یعنی جلسہ میں سوائے ذکر یا سوائے دعا یا سوائے قراۃ سرائے دوسرا کوئی کلام نہیں کرتے تھے اسوقت اولیٰ قراۃ قرآن ہو واسطے روایت ابن حبان کے کہ رسول اللہ صلم اس جلوس میں کتاب اللہ یعنی قرآن پڑھتے تھے اس سے واضح ہو کہ امام جلسہ میں الخطبتین میں ذکر اللہ یا دعا کرے یا قرآن پڑھے تو درست ہو مفتاح الصلوٰۃ میں ہر مطالعہ کتاب فقہ و فہم ان جائز است نزد ابویوسف و اشارہ بہت یا بحکمہ رائے دفع منکر کردن باک ندارد ذکرہ فی الجواز فی وغیرہ باید دانست چون در وقت سکوت امام یعنی قبل از شروع تسبیح و ذکر و قرات بر روایت صحیحہ جائز شد و در میان دو خطبہ کہ امام می نشیند و عا بطریق اولیٰ جائز خواہد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعة الاجابة ما بین ان یجلس الامام فی الخطبة الی ان یقضى الصلوة کاصح فی الصحیح المسلم و جزم بہ الامام النووی فی تشریح المسلم وقال وهو الصواب یس باید کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر روایت مقدسہ است و درست کہانی التجنيس وغیرہ دینا آلتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار بر عایت معنی بخواند کہ عمل بر ظاہر روایت و احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر درست برداشتہ بخواند موافق ظریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد و عمل بزرگان نیز بہت استہی اس سے دعا گریا و در میان خطبتین ثابت ہوتا ہی نیکین مجمل ہوس اجمال سے مراد امام ہی ہو لیکن جلسے قبل شروع امام کے تسبیح و نحوہ کا غیر مکر وہ ہونا علی الاصح عبارت شامی سے واضح ہوا و یہ امام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ عدم کراہت علی الاصح قبل شروع خطبہ مقتدیون کے ہی حق میں ہوا اگر حالت

جلوس بین الخطبتین مثل حالت قبل شروع خطبہ ہو تو مقتدیوں کے حق میں حالت جلوس
 بین الخطبتین غیر مکروہ ہو واللہ اعلم وعلہ احکم حرمہ المفتقر الی ربہ القدیر
 محمد نذیر المعروف بنذیر احمد خان عفی عنہ

محمد بن محمد
 بی سندان

الجواب صحیح کتبہ عبد الرحیم عفی عنہ
 الجواب صحیح کتبہ عبد الکریم عفی عنہ
 عبد الکریم

فتویٰ

زبدۃ العلماء المحققین عمدة الفضلاء المدققین
 خاتمة الفقهاء والمحدثین جناب مولانا مولوی محمد
 فیض عالم صاحب دانت برکاتہم منقول از
 تصدیق مقدمہ بخش

استفتا - یہ دونوں یعنی میر صاحب کا رسالہ اور میرا پرچہ ہر دو آپ کی خدمت
 شریف میں مرسل ہو میرے اعتراضات کو اصلی کتب بالاسے مقابلہ کر کے دیکھئے

آیا وہ اعتراضات برابر میں یا نہیں اور ان فتوئین علانیہ چوری اور حق پوشی
 ہوئی ہے یا نہیں تحریر کیجئے کہ جلوس میں لکھتے ہیں آمستہ دعا مانگنا اور
 اسوقت دو وزن ہاتھ اٹھانا امام اور مقتدیوں کو میں احنفہ والشافعیہ
 سنت ہے یا نہیں بیذا وجہ

حاملاً ومصلياً ومسلماً

کلام الامامہ اسام الکلام یہ تو سب اہل علم پر روشن ہو کہ امام الامامہ رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا ہے کہ اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام اور یہی آثار میں آیا
 ہے مگر اختلاف اس میں آن پڑا ہو کہ خروج سے کونسا خروج مراد ہو مکان سکونت
 یا صعود علی المنبر تو راجح ثانی قول ہو اور مرجع مردود اور پھر اس میں اختلاف ہے
 کہ صلوة سے کونسی صلوة مراد ہو نفل یا قضاءے فرض تو راجح قول یہی ہو کہ نفل
 اگرچہ سنت ہی ہوں مراد میں قضا کا پڑھنا عین حالت خطبہ بھی جائز ہو بلکہ صاحب
 ترتیب کو لازم ہے۔ پھر اس میں اختلاف ہو کہ کلام سے کونسے کلام مراد ہیں دنیاوی
 عرفی کلام مراد ہو یا دینی اخروی بھی ممکن ہو اصح راجح قول یہی ہے کہ
 دنیاوی عرفی مراد ہے دینی اخروی جائز ہے اور مخالف اسکے قول
 مرجع مردود و بہر باب منصوص امامہ کی عبارات کے جن میں ترجیح امامہ اہل ترجیح کی مذکور
 و منصوص ہے۔ سنہ علامہ شامی شرح ولا کلام میں لکھتے ہیں کہ
 ای من جنس کلام الناس و اما التسبیح و نحوه فاذیکره و هو الاصح کذا
 فی النہایت و العباۃ۔ بحر الرائق میں ہو کہ فی النہایت اختلف للمشایخ
 علی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ قال بعضهم انما یکرہ ما کان من کلام

الناس واما التسبیح ونحوه فلا وقال بعضهم كل ذلك مكروه والاول اصح
کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ قوله اذا خرج الامام ترك الناس الصلوة
والکلام اختلف المشايخ على قول ابي حنيفة قال بعضهم انما يكره الكلام
الذي هو معنى كلام الناس واما التسبیح واشباهه فلا وقال بعضهم
كل ذلك مكروه والاول اصح كذا في مبسوط شيخ الاسلام **عنايہ**
میں تحت شرح قول ملاکلام کے لکھتے ہیں کہ یرید بہ ماسوی التسبیح ونحوه
على الاصح امر شيخ الاسلام **عنايہ** **حاشیہ ہدایہ** میں فرماتے ہیں کہ هذا الذي
ذكره من كراهة الصلوة والكلام وقت خروج الامام عند ابي حنيفة رضي الله
عنه اختلف المشايخ على قوله فقال بعضهم يكره كلام الناس اما التسبیح
واشباهه فلا يكره وقال بعضهم يكره كل ذلك والاول اصح **علامہ**
سید احمد طحطاوی حاشیہ مراۃ الفلاح میں لکھتے ہیں کہ وفي
البحر عن العناية والنهاية اختلف المشايخ على قول الامام في الكلام قبل
الخطبة بقليل انما يكره ما كان من جنس كلام الناس اما التسبیح و
نحوه فلا وقيل ذلك مكروه ايضا والاول اصح ومن ثم قال في البرهان
وخروجه قاطع لنكلام اى كلام الناس عند الامام اه فعلم بهذا
انه لا خلاف بينهم في جواز غير الدينوى على الاصح ويجل الكلام
الوارد في الاثر على الدينوى ان يهرده **علامہ طحطاوی حاشیہ**
ور مختار کے باب الاذان میں متعلق قول صاحب الدرداء لا يجيب بلسانه
اتفاقا في الاذان بين يدي الخصب کے لکھتے ہیں کہ مرادنا نقول الامام

بکراہۃ الکلام مطلقا اذا صعد الخطیب المنبر لکن سیاقی فی الجمعة
ان الاصح جواز الذاکر عندہ قبل الشروع فی الخطبة فلا مانع من الاحتجاج
ام وہی علامہ باب الجمعۃ میں فرماتے ہیں کہ قوله ولا کلام ای من جنس کلام
الناس اما التسبیح ونحوہ فلا یکرہ وهو الاصح ام اور متعلق قول **ورمختار**
والخلاف فی کل کلام یتعلق بالآخر کے فرماتے ہیں کہ هذا احد قولین
والاصح کافی النہایت والعنایت اند لا یکرہ نحو التسبیح عندنا ایضا قوله علی
هذا ای علی قوله والخلاف فی کل کلام ام وقد علمت الاصح **ام علامہ**
یوسف حلپی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ قوله والكلام
یرید بہ ما سوی التلاوة والتسبیح ونحوہما علی الاصح وقال بعضهم کل
کلام ام دیکھو ان فصوص ائمہ میں جا بجا مذکور ہو کہ اختلف المشایخ علی قول
الامام۔ ای کلام الذاس عند الامام۔ واند لا خلاف بینہم فی غیر
الذنیوی۔ ذیلہ علی هذا ای علی قوله۔ اختلف للمشایخ علی قول ابی حنیفہ
رضی اللہ عنہ ترویہ اختیاف قبل امام الامہ میں علماء اور شایخ نے کہا ہوا بالآخر
ترجیح امام شیعہ الاسلام صاحب ترجیح نے مبسوٹ میں اسی قول کو دہرایا کہ مراد
قول امام الامہ میں کلام سے کلام دنیاوی عربی ہو جو ممنوع ہو دینی اخروی جائز
ہے مثل تسبیح اور دعا کے اور قول مخالف کو کہیں ائمہ اہل ترجیح سے ترجیح نہیں
دی بہتے اس امر کو بہت تلاش کیا ہوا اور اگر کہیں مطلق کلام کے ممنوع ہونے کو
ترجیح بھی دی ہو اور ترجیح کہے دیا ہو تو وہ ائمہ ترجیح اور اختیار فی الشرع سے نہیں
اگر بالفرض قول مخالف کی ترجیح بھی کسی امام سے ائمہ ترجیح سے ثابت ہو جائے

تب بھی دو وزن قول پر عمل جائز ہوگا اور مختار اور اسکے حواشی اور بحر الرائق اور
شرح حموی میں ہر حق کان فی المسئلة قولان صحیحان جازا القضاء
والافتاء والعل باحدہما ام تو بعد ثبوت تصحیح کسی امام ائمہ ترجیح کے حق میں
عدم جواز مطلق کلام کے بعد خروج الامام بھی جائز ہوگا نہ ممنوع حال انکہ اثبات
تصحیح قول مخالف کے کسی ترجیح سے محالات سے ہو چکی ہو جب یہ سن چکے تو اب
سنئے کہ وہ قول صاحب معراج کا جبر علامہ شامی نے نقل کیا ہو قال فی العلاج
فیسن الدعاء بقلیہ لا یلبس لاندہ ما مود بال سکوت ام کوئے قول پر مبنی ہے
راجح پر امام جرج پر مامور بال سکوت علی الاصح الراجح صرف کلام دنیاوی عرفی ہو یا دینی
اخروی سے بعد فہم مراد کلام کے منہ کلی بات کی پاسداری کرنے اور بلا دلیل
مکابرہ مجادلہ کرنا اور عوام الناس کو متزلزل کرنا خلاف داب علماء حفاظ دین سے
ہو و ر مختار کے مقدمہ میں ہو کہ ان الحکم والفتیاء و کذا العمل لنفسہ
بالقول المرجوح جمل و خرق للاجماع ام حاشیہ شامیہ کے جلد اول کے
مٹ مصری پر ہو کہ و مذہب الحنفیہ المنع عن المرجوح حتی لنفسہ لکون
المرجوح صار منسوخاً ام پھر اسی حاشیہ شامیہ کے مٹ پر ہو کہ فقد مان
القول الضعیف فی حکم المنسوخ و ان الحکم بہ جمل و خرق للاجماع و ایضاً فیہ
ان الحکم والعمل بالمنسوخ حرام پر راجح مرجوح اسی اختلاف میں ہو کہ بعد صعود
علی المنبر خیراً نچہ اسکو ثابت کیا ہو علامہ طیبی اور شیخ الاسلام عینی اور شیخ الاسلام
ابن حجر عسقلانی اور ابن حجر ملی اور علامہ ملا علی قاری وغیرہم نے قبل شروع خطبہ
کے یا جلسہ میں بین الخطبتین کے ہو یا بعد فراغ عن الخطبہ قبل از تکبیر صلوٰۃ ہو

قول راجح کی دلیل اور علت مراقی الفلاح میں یہ بیان ہوئی ہو کہ لان
 الکراهۃ للاخلال بفرض الاستماع ولا استماع هذا حاشیہ طحاوی
 اسکے نیچے لکھتے ہیں کہ ہذا علت لاصل الخلاف ولقول ابی یوسف بجوازہ فی
 الجلوس میضاہ و جو اختلاف طاعت خطیبین یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
 کے وقت درود پڑھنے کا یا رسولہ کا یا احمدیہ کہنا وقت عطسہ کے یا جواب عطسہ کا
 یا ام بالمعروف ونہی عن المنکر اشارہ سے یہ سب امور حالت خطبہ میں بھی علی الریح
 الصبیح کرنے جائز ہیں کبیری شرح بیہ میں ہو کہ وعن ابی حنیفہ اذا عطس
 یحمد الله فی نفسه ولا یجہر وهو الصبیح وکذا لو شمت او مرہ السلام فی نفسه
 جائز وکذا لو اشار براسہ وعینا ویدہ عند رویتہ المنکر و لا یتکلم بلسانہ
 الصبیح انہ لا یکرمہ او پھر امام متقی شیخ ابن الہمام جو ائمہ اہل ترمذ اور اجہاوت
 بن فتح القدر میں فرماتے ہیں کہ وعن ابی یوسف ینبغی ان یصلی فی نفسه
 لان ذلک مما لا یشغل عن سماع الخطبۃ فکان احراز للفضیلتین وهو
 الصواب وهل الحمد اذا عطس الصبیح فی نفسه مراقی الفلاح میں ہو کہ
 کہ واذا امر الخطب بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بہ الاحواز
 للفضیلتین ویمجد فی نفسه اذا عطس علی الصبیح ام ہدایہ میں ہو کہ لا ان
 یقرع الخطیب قوله تعالی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
 فیصلی السامع فی نفسه ام کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ قولہ فی نفسه
 ای یصلی بلسانہ خفیاً ام مستخلص الحقائق شرح کثر الدقائق
 میں ہو قولہ فی نفسه یصلی السامع بلسانہ خفیۃ لا بقلبہ ام علامہ جنیدی

شرح مختصر وقایہ میں ذیل شرح قول مختصر کے فیصلی سزا لکھتے ہیں کہ
 فیصلی السامع بلسانہ خفیاً لا بقلبه **ام** جامع الرموز میں ہے کہ فیصلی
 السامع سہرا ای فی نفسہ بان یسمع نفسہ او یصح الحروف بالفہم نہرا
 بہ **مجمع الانہر میں ہے کہ** قولہ الا اذا قلنا قولہ تعالیٰ صلوا علیہ
 فیصلی سہرا کافی اکثر الکتاب **ام** لا بقلبه اسی واسطے لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ
 ثابت اور مسلم الثبوت ہے عند الفقہاء والمحدثین کہ جو ذکر و دعا مشروع شرعاً ہو چکی
 ہے جب تک اسکو زبان سے نہ کہے تو وہ غیر معتد بہ ہو لہذا علی **الراجح** جب
 دینی اذکار و ادعیہ بعد خروج امام کے جائز و مشروع ہوئیں
 تو انکا کافی نفسہ سہرا کہنا بھی مشروع ہوا اور جو کوئی مطلقاً بعد خروج
 امام کے کلام ممنوع کہتا ہو دینی یا دنیاوی وہ فی نفسہ سہرا بلسانہ کو ناجائز جانتا
 ہے بلایہ اپجاری سے اسکو سنت بھی کہتا ہو اور بعد ازان بقلبه اپنے پاس ت
 لگاتا ہو بنے مدت مدید سے **روالمختار حاشیہ و المختار میں** دلینا ہے کہ
 قال فی المعراج فیسن الدعاء بقلبه لا بلسانہ لانہ مامور بالکوت **ام**
 اور اسکے مضمون کی کتب دینیہ مذہبیہ میں بہت تالاش کی اسقدر توضیح ہو
 فیسن الدعاء مگر بقلبه لا بلسانہ مبنی پر قول مرجوح ہے کہ جب مسنون ہو دعا
 تو بلسانہ کرنا اسکو کئے ائمہ ترجیح سے منع کیا ہے یہ بات حکوتامین اسکی
 سخت ضرورت ہے کیونکہ علی **الراجح** ہے آپ پر ائمہ ترجیح کے اقوال کتب معتدہ
 سے پیش کر دی ہیں کہ کلام دینی اخروی کا اہستہ کہنا حالت خطبہ و سکوت خطیب
 ممنوع نہیں دنیاوی عرفی ممنوع ہے کیا دعا کا کیا حالت خطبہ یا جلسہ میں **خطیب**

فوقی

فاضل علامہ کامل فہمائہ محقق علوم عقلیہ
فنون نقلیہ صاحب فضل ظاہر جناب
مولانا مولوتی غلام قادر صاحب امتیاز ضائع
امام مسجد بیگم شاہی لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں نے آپ کے پرچہ مقدمہ اجماع اور میر صاحب کے رسالے کو بخوبی مطالعہ کیا آپ کے پرچہ کو حق اور میر صاحب کے رسالے کو خلاف حق پایا میر صاحب کے فتاویٰ کے عبارات میں جو سرت ہوئی ہے کتب کے مقابلہ سے برابر پایا وہ قابل عمل نہیں جلو بس میں ان خطبتین میں دعائے سری مع رفع الیدین سنت ہے امام اور مقتدیوں کو بالاتفاق نزدیک خفیہ و شافعی کے اہل سنت کو چاہئے کہ کبھی اس فعل سنت کو ترک نہ کریں اسکو بدعت کہنے والا منکر سنت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا ایسے مسائل کے منکر فرقہ و مایہ نجدیہ ہے کہ انکے دعائے فاع پر منافقتی کا ناقصا سرزد ہوتا ہے اسکی مثال موشن جنگلی کے مانند ہے کہ اسکے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک کا نام قاصع ہے جو ظاہر منکشف ہوتا ہے

دوسرے کا نام نافقہ ہے جو حنفی ہوتا ہے جب صیاد قاصعہ کی طرف سے
اسکے ماخوذ کرنے کو بل کھودنے لگتا ہے تو اس وقت وہ نافقہ سے بے معلوم
نکل جاتا ہے یہی طریق و مابین کا ہے کہ جب اہل سنت و الجماعت اپنے
اولہ قویہ و اسانید جیدہ کو انکے ماخوذ کرنے کے لئے لکھتے ہیں تو یہ لوگ ظاہر
میں روایات حنفیہ و احادیث نبویہ کے عبارتوں کو خلاف مدعا کے حذف کر کے
انکے مقابل میں ظاہر کرتے اور اصلی مسائل حنفیہ اور معمول بہا کو اخفا کر کے
نافقہ سے نکل جاتے ہیں مگر صیاد سے باہوش مجرب راوی نافقہ کو بند
کرتا ہے پھر قاصعہ سے کھود کر اسکو مار لیتا ہے پس ہر قول و فعل و مابینہ کا
ناشی از کفر ہے واللہ اعلم بالصواب کتبہ فقیر غلام قلاؤ

حنفی القادری البھاری بالفعل متوطن

لاہور مسجد بیگم شاہی

قطعة تاریخ از تیا ج افکار ناظم مکتبہ اشاعرہ بیتا ابو سعید
مولانا مولوی الہی بخش صاحب مکتبہ ساریکوی قادی
مدرس کھار اتالاب اردو اسکول میونسپل ممبئی

دیکھنے کو جسکے تھی شتاق عالم کی نگاہ
تنے کی تحقیق اچھی اور مؤلف داد و
حق و باطل سب نظر آنے لگے بے اشتباہ
یا اللہ العالمین ہے یہ دعاشام و بنگاہ
یہ رسالہ ہے شعلہ ہر حق عالم بینا

چھپ گیا شکر خدا اب جواب لا جواب
جو دلیلیں پیش کی ہیں قابل تسلیم ہیں
دیدہ حق میں اگر بجائے چشم مغرض
ستحق سب اہست ہوں امور خیر میں
مکتبہ تاریخ سال طبع اور مکتبہ لکھنؤ

ایضاً

قول بے اصل کا ازالہ ہے
فقیر شیرین متین و پاکیزہ
رستی ہر طرح ٹھیکتی ہے
ہر سطر سلاک گو ہر تحقیق
باز آجائے بغض اور کین سے
اب تعصب ہو ایک دم تریل
ملین اسپین ہم محبت سے
دشمنی دور ہو طواف ہو دے

مرحبا خوب یہ رسالہ ہے
طرز تحریر ہے بہت عمدہ
بسطے بات بات لکھی ہے
صفحہ صفحہ محضر تحقیق
کوئی دیکھے جو چشم حق میں سے
اہل ایمان سے خدائے جلیل
صاف ہر سینہ ہو کہہ دے
مسکونین نہ اختلاف ہو دے

| | |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>آسرا بس ہی تیری رحمت پر کسلے اس قدر ہو تم مضطر نور ایمان و مخزن انوار</p> | <p>رحم فرما ہماری حالت پر بہتر تاریخ سال اے کمتر لکھدو یہ مصعب اب بلا فکا</p> |
| <p>قطعہ تاریخ من طبع از شاعر خوش بیان جناب منشی عباد اللہ صاحب لکھنوی ہشتم سالہ ہذا شاگرد مولف</p> | |
| <p>لا جواب و بے عدل و بے بدل تاکہ ہوں سب عامل خیر عمل پُر کرین دامن اسید امل لو یہ مادہ خوب اب آیا نکل جل ہی جائے منکر خیر عمل</p> | <p>یہ رسالہ چھپ گیا ہے اندنوں یا الہی سب کو دے توفیق نیک ہم اوٹھائیں ہاتھ تیرے روبرو اے عباد اللہ کیوں ہو کر سلا فرق جاہل کاٹ کر لکھدو یتیم</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از تیا ج بلند آسمان پیوند شاعر غرا سخنور گیتا جناب ابواضح منشی عبدالحق صاحب محمد آبادی ذوالفقار شاگرد مولانا مولوی محمد عثمان ہیڈ ماسٹر کھارنالا لاہور اسکول نیشنل کلمبی ^{رسالہ ہذا} مولف</p> | |

| | |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>علم و حلم و خلق فیض عام ہے و شمنون کے واسطے صمصام ہے کبیرہ جو کاب برا انجام ہے خارجشہم حاسد بد نام ہے</p> | <p>سیرے شفق محترم اوستاد کا اونکی یہ تالیف و تصنیف انیف معترض کے خوب ہیں اسین جواب بے ششش پنج اسکا سال طبع لکھ</p> |
| <p>قطعه تاریخ از طبع او شاعر با استعداد جناب مثنوی ولی اللہ صاحب سارکش گوپاموی شاگرد لانا مولو محمد عثمان صاحب</p> | |
| <p>یہ رسالہ ہو گیا ہر دل قبول بوستان دولت دین رسول</p> | <p>ای ولی اللہ از فضل خدا ہے یہ رنگین مصرعہ تاریخ سال</p> |
| <p>قطعه تاریخ از تیاج بلند شاعر میدان سخنو خوش دل نام شکیل مصنف عین الفوائد جناب مثنوی عین الدین صاحب عین</p> | |
| <p>ہر کہ انداز دین چشم و دیدہ دل خود نظر ہر چہ در وصفش نویسد باشد از چہری حق شد صدای آفرین بیرون روشن ہر شہر کلاک گیر و کن قسیم خطی چنین از آب زر</p> | <p>شکر حق آرد بجا بر این کتاب معتبر لا جواب ست مدیم الشل مضمون کتاب مولوی عثمان مثنوی چون این کتابی از دست بہر تاجش چو فخرم شد ویر غیب گفت</p> |
| <p>بزرگیم گمشد کتب این ای عندیہ کے مراغل عین باشد غنچہ دل پادگر</p> | <p></p> |

